. اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنى إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ — جمعہ ۱۹ اگست ۱۹۹۴ء — شمارہ ۳۳

ایک سال میں آٹھ نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ۔

۶۸۲ مساجد کا اضافہ۔ ۱۵۵۱ نئی جماعتوں کا قیام۔ ۲۶ ہزار سے زائد یوروپین کی جماعت احمدیہ میں شمولیت۔ مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر کی اشاعت۔ خدمت کے مختلف میدانوں میں روزافزوں ترقی۔ عالمی بیعت کی بابرکت تحریک کے شیریں ثمرات اور دس سالہ دور ہجرت میں نازل ہونے والے بے انتہا افضال الٰہی کا ایمان افروز تذکرہ۔

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس کی کاروائی کی مختصر روئداد)

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز بعد دوپہر قریباً چار بجے جلسہ کے تیسرے اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور دو نظموں کے بعد مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر برطانیہ نے بعض مہمانوں کا تعارف کروایا جنہوں نے مختصراً حاضرین سے خطاب فرمایا۔ پہلے مہمان مکرم محمود باسک صاحب تھے جو ایک بوزنین لیڈر ہیں۔ آپ سرائیوو یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ، جرنلسٹ اور آجکل کینیڈا میں بوزنین ریلیف سنٹر کے ڈائریکٹر ہیں۔ اسی طرح ٹورنٹو میں بوزنین ریڈیو بھی چلاتے ہیں۔ انکا خطاب انگریزی میں تھا۔ انہوں نے بتایا کہ کئی جماعتوں سے ان کا واسطہ رہا ہے۔ وہ پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کے درمیان صرف احمدیہ مسلم جماعت ہی وہ جماعت ہے جو صحیح معنوں میں حقیقی اسلام کی نمائندہ ہے۔ اور بے لوث خدمت اسلام و خدمت انسانیت کر رہی ہے۔ دوسرے مہمان جنہوں نے حاضرین سے خطاب کیا ان کا تعلق سینگال سے تھا۔ آپ عزت مآب عمر لامین صاحب تھے جو وہاں کی پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ مکرم محمود باسک صاحب اور مکرم عمر لامین صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے دونوں احباب احمدی مسلمان ہیں۔ ان کے بعد تاتارستان کے وزیر مذہبی امور Habibullin Ilgezar نے حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ نے اپنے ملک کے وائس پریذیڈنٹ صاحب کا خصوصی پیغام بھی پڑھ کر سنایا جو انہوں نے خاص طور پر اس جلسہ کے لئے بھجوایا تھا۔ جناب Habibullin Ilgezar نے اس موقعہ پر اپنے ملک کا جھنڈا بھی حضور کی خدمت میں پیش کیا۔

بعدازاں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب شروع ہوا۔ تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جلسہ کے دوسرے دن کی یہ تقریر اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کو یاد کرنے پر وقف ہے جو سارا سال جماعت احمدیہ پر تمام عالم میں نازل ہوتے ہیں لیکن خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ، خدا کے فضل اور رحم اتنے بڑھ رہے ہیں کہ اب انکا شمار ممکن نہیں۔ انکو سمیٹنا اور احاطہ تحریر یا تقریر میں لانا ممکن نہیں رہا۔ اور ابھی تو یہ صدی کی ابتدا ہے۔ اس صدی میں جس رفتار کے ساتھ اللہ کے فضل آگے بڑھ رہے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ چند سالوں کے اندر اندر دنیا میں عظیم انقلابات کی داغ بیل ڈال دی جائے گی۔

حضور نے فرمایا جتنا احمدیت کے دشمن مخالفت میں اور احمدیت کے خلاف غیظ و غضب میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں اتنا ہی زیادہ خدا کا پیار کا ہاتھ ہمارے دلوں کو سکون بخشتا چلا جا رہا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ امسال سات نئے ملکوں میں احمدیت پوری طرح نافذ ہو چکی ہے اور اس طرح اب گذشتہ سال کی تعداد ۱۳۵ کے مقابل پر جماعت احمدیہ اب ۱۴۲ ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مستحکم ہو چکی ہے۔ (حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ۱۲ اگست میں بتایا کہ ایک اور ملک کا اس میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ St. Lucia ہے جس میں جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ کی مساعی سے احمدیت کا نفوذ ہوا۔ اس طرح کل ممالک کی تعداد ۱۴۳ ہو جاتی ہے۔ فالحمدللہ۔)

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

القرآن الحکیم

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ (النساء: ۱۱۱)

اور جو بھی کوئی برا فعل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے وہ اللہ کو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا پائے گا۔

مختصرات

گزشتہ دو ہفتوں کے دوران جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۲۹ ویں جلسہ سالانہ کی وجہ سے بہت رونق اور مصروفیت رہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ اس عرصہ میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات اور اوقات میں کافی ردوبدل ہوا۔ اور بعض صورتوں میں نئے پروگراموں کی بجائے سابقہ پروگرام ہی دوبارہ پیش کئے گئے تاہم ریکارڈ اور احباب جماعت کی اطلاع کے لئے ان ایام میں حضور انور کے خصوصی پروگرام "ملاقات" کے بارہ میں یہ مختصر نوٹ پیش خدمت ہے۔

۲۳ جولائی ۱۹۹۴ء.

آج حضور انور نے پروگراموں کے ایک نئے سلسلہ کا آغاز فرمایا۔ یہ اطفال و ناصرات سے ان کے پیارے آقا کی نہایت بے تکلفی کی ملاقات ہے جس میں باتوں باتوں میں انہیں قیمتی باتیں سکھائی جاتی ہیں۔ بے تکلفی کا ماحول اس پروگرام کی خصوصی بات ہے۔ آج حضور انور نے ایک سوال کے جواب میں حجر اسود کے بارہ میں تفصیل بیان فرمائی۔ رضی اللہ عنہ اور علیہ السلام کی اصطلاحات کا تعارف کروایا۔ خلفائے راشدین کے نام بتائے اور آخر میں حضور انور کی ہدایت پر جاپانی زبان میں ایک مختصر سبق دیا گیا جس میں چند ابتدائی فقرات سکھائے گئے۔

۲۴ جولائی ۱۹۹۴ء.

آج کی مجلس میں عرب احمدی احباب و خواتین کے سوالات کے جوابات دئے گئے۔ دو اہم سوالات یہ تھے:

(۱) سورہ الانبیاء کی آیت "وا وینٰھما الٰی ربوۃ ذات قرار و معین" سے ہجرت کشمیر کا استدلال کرتے ہیں اس کا تاریخی ثبوت کیا ہے؟

(۲) عرب لوگ امام مہدی کے کچھ مخصوص نشانات اور علامات بتاتے ہیں۔ اس کا نام اور آنحضرتؐ کا نام ایک ہونا۔ اس کا آنحضرتؐ کی نسل سے ہونا اور عربوں میں سے ہونا وغیرہ۔ کیا یہ سب امام مہدی کی علامات ہیں؟ اگر یہ نہیں تو صحیح علامات کیا ہیں؟

۲۵، ۲۶ جولائی ۱۹۹۴ء.

حسب سابق ان دنوں ہومیو پیتھی طریق علاج کے بارہ میں تدریسی کلاسیں ہوئیں۔ ترتیب کے لحاظ سے یہ کلاس نمبر ۲۸ اور ۲۹ تھیں۔

۲۷ جولائی ۱۹۹۴ء.

آج تعلیم القرآن کلاس کے سلسلہ کی دوسری کلاس منعقد ہوئی۔ اس کلاس میں حضور انور نے بہت آسان فہم انداز میں قرآن مجید کے ترجمہ اور بعض تفسیری نکات کی وضاحت کا سلسلہ شروع فرمایا۔

۲۸ جولائی ۱۹۹۴ء.

آج حضور انور کی بعض بوزنین مسلمان احباب سے ملاقات کا ایک گزشتہ پروگرام دکھایا گیا جس میں حضور انور نے بوزنیا کے بارہ میں امریکہ اور اقوام متحدہ نیز دیگر یورپین ممالک کے رویہ پر اظہار خیال فرمایا ہے۔

۲۹، ۳۰ اور ۳۱ جولائی ۱۹۹۴ء.

ان تین دنوں میں اسلام آباد (ٹلفورڈ) سرے، برطانیہ میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۲۹ ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوا جس میں حضور انور نے خطبہ جمعہ کے علاوہ افتتاحی خطاب، مستورات کے جلسہ سے خطاب، دوسرے روز کی ترقی اسلام واحمدیت کے کوائف پر مشتمل خطاب اور غیر از جماعت معزز مہمانوں کے سوالات کے جوابات دئے اور تیسرے روز اختتامی خطاب فرمایا (اس کی تفصیل الفضل کے دیگر صفحات میں قسط وار شائع کی جائیں گی)۔

یکم، ۲ اور ۳ اگست ۱۹۹۴ء.

جلسہ سالانہ کی مصروفیات کی وجہ سے "ملاقات" پروگرام میں ان تین ایام میں بعض سابقہ پروگرام پیش کئے گئے جن میں حضور انور نے مخالفین احمدیت کے متفرق سوالات اور اعتراضات کے جوابات بیان فرمائے ہیں۔

۴ اور ۵ اگست ۱۹۹۴ء.

جلسہ سالانہ کی مصروفیات کے بعد "ملاقات" پروگرام حسب معمول جاری ہو گیا۔ ان دو ایام میں حضور انور نے تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد فرمایا۔ اس کلاس میں حضور انور نے بہت دلنشیں انداز میں قرآن مجید کے ترجمہ سکھانے کے سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقھا کی نہایت لطیف تشریح فرمائی اور مچھر کی تخلیق میں جو کمالات اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائے ہیں ان کا بہت اختصار سے مگر جامع تذکرہ فرمایا۔

(ع۔م۔ر)

حضور انور نے فرمایا کہ یورپین ممالک کو اردگرد کے ممالک میں احمدیت کا پودا لگانے کی ذمہ داری سپرد کی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں جرمنی سرفہرست ہے جسے نمایاں کام کی توفیق ملی۔ لیکن بیعتوں کی تعداد کے لحاظ سے اور یورپین میں تبلیغ کے لحاظ سے سویڈن سب سے آگے بڑھ گیا ہے۔ حضور نے جماعت کو یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ کے فضل سے ۲۷ ہزار یورپین احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں اور ابھی مزید خبریں آنے کا انتظار ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے پاکستانی احمدیوں سے جو یورپ میں متمکن ہیں خصوصیت سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ عنقریب آپ دیکھیں گے کہ یہاں پاکستانی احمدیوں کی تعداد سے کئی گنا یورپین احمدیوں کی تعداد ہو چکی ہوگی۔ پس ابھی سے ان کی تربیت کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں کریں کیونکہ آپ پر انکی تربیت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آج اگر آپ نے ان کو سنبھال لیا تو آنے والی نسلیں ہمیشہ آپ کو دعائیں دیں گی اور آپ متقیوں کے سردار لکھے جائیں گے۔ مگر آج اگر آپ نے انکو سنبھالنے میں کوتاہی سے کام لیا تو انکی آئندہ کی کوتاہیوں میں آپ کی غفلت کا بھی دخل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، توفیق بخشے، صلاحیت عطا کرے اور سچے عجز کے ساتھ اپنی ہر کامیابی کو اللہ کی رحمت کی طرف حقیقت میں منسوب کرنے والے ہوں۔

حضور نے بتایا کہ قازقستان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دانشوروں کا ایک بڑا طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو جماعت کے حق میں ہے اور وہاں. جماعت کو بہت عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ Nor Folk آئی لینڈ میں احمدیت کے نفوذ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ طوالو کے پارلیمینٹ کے اسپیکر -Dr. Pua

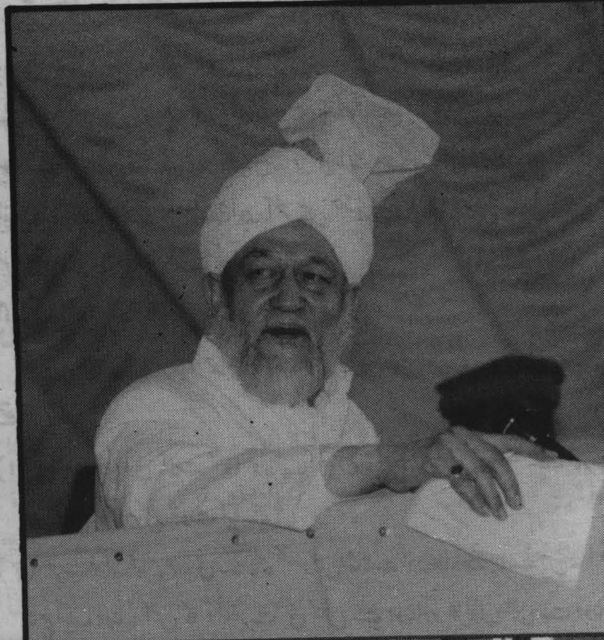

جماعت احمدیہ (U.K) کے ۲۹ ویں جلسہ سالانہ کا ایک منظر

pua صاحب جو پہلے پرائم منسٹر بھی رہ چکے ہیں اور حضور انور سے بھی مل چکے ہیں، وہ جزیرہ Nor Folk ایک کانفرنس کے لئے جا رہے تھے۔ یہ جزیرہ فجی اور نیوزی لینڈ کے درمیان ہے۔ جانے سے قبل مکرم افتخار ایاز صاحب نے انہیں تین کتابیں دیں کہ دوران سفر مطالعہ کریں۔ جب واپس آئے تو کہنے لگے کہ کچھ حصہ پڑھا تھا اور کتابیں ہوٹل کے کمرے میں بھول گیا ہوں اور بہت معذرت کی۔

دو دن بعد افتخار ایاز صاحب کو ان کا فون آیا کہ Nor Folk سے ہوٹل کے اسسٹنٹ مینیجر نے فون کیا ہے کہ میرے کمرے سے کتابیں ملی ہیں اور اس نے مطالعہ کی ہیں اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں مزید جاننا چاہتا ہے اور اس نے کتابیں رکھنے کی اجازت چاہی ہے۔

افتخار صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے اس مینیجر کو کچھ اور کتابیں بھی بھیج دیں۔ اور میں نیوزی لینڈ جاتے ہوئے راستہ میں ایک دن Nor Folk ٹھہرا۔ مینیجر سے ملا۔ الحمدللہ کہ ان کے ذریعہ یہاں جماعت کا نفوذ ہوا۔ اب وہ اس پیغام کو آگے پہنچا رہے ہیں اور انشاء اللہ یہاں جلد جماعت کی تعداد بڑھے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ بظاہر یہ اتفاقی حادثات دکھائی دیتے ہیں لیکن خدا کی تقدیر کے تابع اس طرح بھی احمدیت پھیلتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امسال ۱۵۵۱ نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ ان میں سے ۸۹۱ میں نظام جماعت پوری طرح مستحکم ہو چکا ہے۔ ۸۴ء سے جبکہ حضور انور ایدہ اللہ عارضی ہجرت کر کے لندن تشریف لائے ہیں۔ نئی جماعتوں کا کل اضافہ ۴۲۳۲ ہے۔ نئی جماعتوں کے قیام میں سیرالیون سرفہرست ہے۔ اس کے بعد گیمبیا۔ سینگال۔ آئیوری کوسٹ اور زائر کا نمبر آتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں اپنی رؤیا کا بھی ذکر فرمایا جو حضور نے گزشتہ سال دیکھی تھی۔ اس رؤیا کا تعلق خاص طور پر ان ممالک سے ہے جہاں فرانسیسی بولی جاتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ سال جو وفد فرانسیسی بولنے والے افراد کا اس علاقہ سے جلسہ پر آیا تھا انہیں اس رؤیا کے متعلق بتاتے ہوئے میں نے بتایا تھا کہ اس رؤیا کا تعلق احمدیت کی ان علاقوں میں ترقی سے ہے اور انشاء اللہ موجودہ رفتار سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ ان علاقوں میں جماعت پھیلے گی۔ حضور نے فرمایا کہ اس رویا میں پہلا پیغام تو یہ ہے کہ اب دریا کے سفر ختم ہو گئے اور سمندروں کے سفر شروع کرنے کا زمانہ آگیا ہے اور سمندر کے سفروں کے لئے بھی خدا کی عطا کردہ طاقت ہی کام آئے گی اور یہ کہ خلافت کے ساتھ وہ برکتیں وابستہ ہیں جو آئندہ اسلام کی ترقی کے لئے مقدر ہو چکی ہیں۔ خلیفہ جدھر رخ کرے گا وہ وہی رخ ہو گا جو خدا کی رحمتوں کی ہواؤں کے چلنے کا رخ ہے۔

حضور نے فرمایا اس ایک سال میں فرانسیسی بولنے والے ممالک میں ہمیں ڈیڑھ لاکھ سے زائد بیعتیں عطا ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ۔

حضور ایدہ اللہ نے اظہار تشکر کے طور پر خدمت کرنے والے داعیان اور مبلغین کی خدمتوں اور قربانیوں کے چند نمونے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ بیعتیں خواہ چند ہوں یا سینکڑوں ہوں یا زیادہ ہوں اگر خدا کے فضل کی چاشنی رکھتی ہوں تو ایک بیعت ہی دل کو اللہ کے فضلوں سے مغلوب کر دیتی ہے۔

ایک نئی جماعت کے قیام کا دلچسپ واقعہ

حضور انور نے فرمایا عنایت اللہ زاہد صاحب مبلغ گیمبیا لکھتے ہیں کہ تبلیغی مہم کے دوران ہم "ڈوگولنگ" گاؤں میں پہنچے اور وہاں کے امام صاحب سے ملے۔ اپنا تعارف کروایا اور کہا اگر آپ لوگوں کو جمع کر دیں تو ہم ان سے بات کرنا چاہتے ہیں اور احمدیت کا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ اس نے سارے گاؤں کو جمع کر لیا۔ میں نے تبلیغ شروع کی اور بتایا کہ آپ کے اردگرد سب بڑے گاؤں احمدیت میں شامل ہو چکے ہیں اور آپ ابھی تک محروم بیٹھے ہیں۔ اب آپ بھی شامل ہوں۔

اس پر امام نے کہا کہ ہم نے تو یہ سنا ہوا ہے کہ آپ کی نماز اور ہے، آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے وغیرہ۔ میں نے اسی وقت اسے دو پمفلٹ دیئے "الخیر کلہ فی القرآن"، "کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم" اور کہا کہ اب رہی نماز، آپ پانی لائیں میں وضوء کر کے نماز پڑھتا ہوں۔ آپ خود دیکھ لیں۔ چنانچہ نماز ظہر ادا کی اور بہت دعا کی۔

نماز سے فارغ ہوا تو امام صاحب نے اعلان کیا کہ میرے سب سوالوں کا جواب مل گیا ہے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ لوگ سو سال سے ہندوستان سے چل کر ساری دنیا میں پھیل چکے ہیں اور اسی اسلام کے پیرو ہیں جو حقیقی اسلام ہے اور وہ لوگ جو ان کے خلاف باتیں کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور سو سال سے جھوٹ بول کر لوگوں کو احمدیت میں داخل ہونے سے روک رہے ہیں مگر احمدیت کا راستہ نہ روک سکے حتی کہ ہمارے اردگرد کے علاقہ کے اکثر بڑے گاؤں احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں احمدیت میں داخل ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ لیکن آپ کو مجبور نہیں کرتا۔ اس پر سارے گاؤں نے بیک زبان کہا کہ ہم بھی آج سے احمدی ہیں، اس طرح اللہ کے فضل سے یہ سارا گاؤں احمدی ہو گیا۔ الحمدللہ۔

اسی طرح خوشی محمد شاکر صاحب مبلغ سیرالیون کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ وہ لکھتے ہیں کہ "بومپے چیفڈم" میں تبلیغی مہم کے دوران ہماری گاڑی خراب ہو گئی۔ قریبی گاؤں میں ہم پانی پینے کے لئے گئے۔ اس دورہ میں ہمارا وہاں جانے کا پروگرام نہیں تھا۔ ہم نے پانی پیتے ہوئے تبلیغ شروع کر دی۔ لوگوں نے اپنے سرکردہ افراد کو بلا لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹاؤن چیف اور امام سمیت سارا گاؤں احمدی ہو گیا اور نئی جماعت قائم ہو گئی۔

ایک دوسرے گاؤں میں تبلیغ کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ سوال و جواب کے بعد جب لوگوں نے کہا کہ ہم احمدی ہونے کے لئے تیار ہیں تو ان میں سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا کہ ہم احمدی نہیں ہوں گے

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMECUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 7776 7310

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

احمدی خواتین کی عظیم الشان قربانیوں کی دلگداز داستان

"وہ زمین پر چلنے والی ایسی تھیں کہ آسمان پر کہکشاں کی طرح ان کے قدموں کے نشانات ہمیشہ تاریخ میں روشن رہیں گے۔"

(جلسہ سالانہ یو۔ کے۔ کے دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی مختصر روئداد)

ہفتہ ۳۰ جولائی ۱۹۹۴ء کو جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس کی کاروائی دس بجے صبح تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ اس اجلاس میں دو نظموں کے علاوہ حسب ذیل احباب نے تقاریر فرمائیں: مکرم ابراہیم نونن صاحب نے "اسلام اور عیسائیت میں نجات کا تصور" کے موضوع پر انگریزی میں خطاب فرمایا۔ "سیرت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ" کے متعلق مکرم بشیراحمد خان رفیق صاحب نے اردو میں تقریر فرمائی۔ اس کے علاوہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے صحابہ سے شفقت" کے موضوع پر اور مکرم پروفیسر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے "حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پہچان کی آسمانی شہادتیں" کے موضوع پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔

قریباً پونے بارہ بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ مستورات میں تشریف لے گئے جہاں تلاوت قرآن کریم کے بعد جو مکرمہ عالیہ خان صاحبہ نے کی اور اس کا ترجمہ مکرمہ امتہ الحیٔ خان صاحبہ نے پیش کیا۔ مکرمہ منال شریف صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ "علمی من الرحمان ذی الا لآء" کے بعض اشعار ترنم سے پڑھے۔ پھر عزیزہ قرۃ العین طاہرہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام "تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم" خوش الحانی سے سنایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مستورات سے خطاب فرمایا جو مردانہ جلسہ گاہ میں بھی سنایا گیا اور سیٹلائیٹ کے ذریعہ براہ راست مختلف زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ دنیا بھر میں نشر کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۴ تا ۱۵۸ تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ آج کی یہ تقریر ان خواتین کے ذکر کے لئے وقف ہے جنہوں نے خدا کی محبت میں ہر مصیبت اٹھائی۔ حضور نے فرمایا کہ جب بھی احمدیوں کے خلاف مظالم کی تحریکات شروع ہوئیں مردوں کی قربانیوں کے ذکر تو عموماً ملتے ہیں لیکن عورتوں نے جو اپنی آنکھوں سے حال دیکھا، جو ان کے دل پہ گزری اس کے تذکرے پوری وضاحت اور پوری تفصیل کے ساتھ ہمارے ہاں محفوظ نہیں۔ چنانچہ حضور نے صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ پاکستان کو ہدایت فرمائی کہ خصوصیت سے ۱۹۷۴ء کے واقعات کے متعلق ان خواتین سے پوچھیں جو آج بھی خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں، جن کے گھروں پر یہ مظالم کی داستانیں گزری ہیں، جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اپنے خاوندوں، اپنے بھائیوں، اپنے بچوں کو شہید ہوتے دیکھا۔ جن کے گھر جلائے گئے۔ جن کے سروں سے چادریں اتار دی گئیں۔ جو خاکستر گھروں کو چھوڑ کر بغیر کسی ساز و سامان کے یہاں تک کہ بغیر جوتیوں کے پیدل گھروں سے نکلیں۔ ان کے دلوں پر کیا گزر رہی تھی اور خود ان پر ایمان کی کیسی کیسی آزمائشیں آئیں اور کس طرح وہ ثابت قدم رہیں۔ حضور نے بتایا کہ یہ واقعات بڑی محنت سے اکٹھے کروائے گئے ہیں اور انکی صحت کے متعلق بھی احتیاط برتی گئی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ داستانیں نہایت ہی دردناک ہیں اسلئے دعا کریں کہ اللہ مجھے حوصلہ عطا فرمائے کہ اپنے ضبط کو قائم رکھتے ہوئے آپ کے سامنے کچھ واقعات بیان کر سکوں۔ جب میں سرسری نظر سے یہ واقعات پڑھ رہا تھا تو دل کی کیفیت یہ تھی کہ ۔

روکے ہوئے ہیں ضبط و تحمل کی قوتیں
رگ رگ پھڑک رہی ہے دل ناصبور کی

ان کا پڑھنا اتنا دوبھر تھا تو تصور کریں وہ لوگ، وہ خواتین جو ان واقعات سے گزرے ہیں ا نکا کیا حال ہوا ہو گا۔

حضور نے فرمایا کہ مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ میاں مہردین صاحب آف گوجرانوالہ بیان کرتی ہیں کہ ۷۴ء میں جب گوجرانوالہ میں حالات بہت خراب ہوئے تو میرے بیٹے منیر احمد کا ایک غیر احمدی دوست آیا اور کہنے لگا صبح بہت خطرہ ہے راتوں رات کہیں چلے جائیں۔ میرے بیٹے نے کہا ہمیں کہیں جانے کی اجازت نہیں، ہم یہیں رہیں گے۔ میرے بیٹے بشیر نے مجھے اور میری بیٹی جمیلہ کو اپنے دوست کے گھر بھجوا دیا۔ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عام حالات میں اپنے بیٹوں کو آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا لیکن اس دن بیٹوں کو اس قدر خطرناک حالات میں بے فکری سے چھوڑ کر چلی گئی۔ اس بات سے بے خبر کہ نہ جانے بیٹوں کے ساتھ کیا ہو گا۔

صبح جلوس نے حملہ کر دیا۔ میرے بیٹے تمام دروازوں کو مقفل کر کے چھت کے اوپر چلے گئے۔ جہاں پہلے بھی پانچ آدمی موجود تھے۔ ہجوم نے ان پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ بچے چھت پر ادھر ادھر بھاگتے لیکن بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی۔ وہ پچھلی گلی میں اترے تا کہ وہاں سے باہر نکل جائیں لیکن وہاں بھی ہجوم تھا۔ انہوں نے نیچے اترتے ہی ان پر حملہ کر دیا اور ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر میرے دونوں بیٹوں کو شہید کر دیا اور انہیں اینٹوں اور پتھروں کے بڑے بڑے ڈھیروں کے نیچے دبا دیا گیا۔

اس موقع پر میرے بیٹے منیر احمد اور بشیر احمد کے علاوہ سعید احمد، منظور احمد، محمود احمد اور احمد علی قریشی بھی شہید ہوئے۔ سبھی کو ڈنڈے اور پتھر مار مار کر شہید کیا گیا۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ اس قیامت کے گزرنے کا علم جب مجھے ہوا تو ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے لیکن گھر والوں نے رونے بھی نہ دیا کہ ہماری رونے کی آواز سے ہماری جان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ ہماری ناقابل بیان حالت تھی اس وقت تو مجھے کچھ علم نہ تھا کہ میرے بیٹوں نے کیسے جان دی ہے اور ان پر کیا گزری ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بڑے ظالمانہ اور سفاکانہ طریق سے انہیں مارا گیا ہے۔ ہمارا ہنستا بستا گھر اجڑ چکا تھا۔ بڑا کڑا امتحان تھا۔ بیٹوں کے لئے رو بھی نہ سکتی تھی اور اونچی آواز بھی نہ نکال سکتی تھی۔ دل و دماغ میں غموں کا ایک طوفان تھا۔ آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔ لیکن کچھ کہنے سننے کی اجازت نہ تھی۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ بعد میں جب حالات تبدیل ہوئے تو اس گھر میں رہنے کو دل تو نہ کرتا تھا لیکن مجبوری حالات ہمیں پھر اس ویرانہ میں لے آئی۔ پہلے ہی ہم بہت غمزدہ تھے دوسرا اہل محلہ نے ہمارا بائیکاٹ کر دیا۔ دکانداروں نے سودا سلف دینا بند کر دیا۔ ہم تمام اشیاء بہت دور سے جا کر لاتے تھے۔ اہل محلہ ہمیں دیکھ کر رستہ بدل لیتے۔ ان حالات سے ہمیں اور بھی اذیت پہنچتی لیکن ہم نے صبر کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ یہ تو ہم سے غیروں کا سلوک تھا لیکن اس موقع پر اپنے عزیزوں نے بھی منہ پھیر لیا۔ برسوں کے طے شدہ رشتے توڑ دیئے اور ہمیں نصیحتیں کی کہ اپنا مذہب چھوڑ دو جس نے سوائے بربادی کے کچھ نہیں دیا۔ لیکن ہم نے ان سب کو چھوڑ دیا اور ہر قدم پر اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

حضور نے فرمایا ان حالات میں صبر کرنا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ راضی برضا رہنے کے لئے اور صبر اختیار کرنے کے لئے بھی اللہ کی مدد کی ضرورت ہے اس لئے ہر آئندہ وقت کے لئے ابھی سے امن کے زمانوں میں دعائیں کرنی چاہئیں کہ اگر اللہ کسی آزمائش میں ڈالنے کا فیصلہ فرمالے تو پھر ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے سر اس کے حضور میں خم رہیں اور دل ہر حال میں راضی برضا رہے اور ہمیں صبر کے اعلیٰ نمونے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ خدا کی تقدیر ہمارے حق میں کہے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تمہارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا۔

پھر حضور نے مکرمہ نفیسہ سید صاحب بنت سید احمد علی صاحب کا بیان کردہ واقعہ پڑھ کر سنایا۔ وہ کہتی ہیں کہ جون ۱۹۷۴ء میں گوجرانوالہ میں بپھرے ہوئے ہجوم اور مولویوں کے جلوس نے بہت تباہی مچائی۔ گھروں کو جلایا۔ احمدی گھروں پر پتھراؤ کیا۔ اس فساد میں ہم چار بہنیں اور امی جان حیران پریشان چھت پر چڑھیں تو اچانک جلوس کی ایک ٹولی ہمارے گھر کی طرف بڑھی اور وہ کہنے لگے کہ یہ مرزائیوں کے مربی کا گھر ہے پہلے اسے آگ لگاؤ۔

میرے چھوٹے بھائی سید ولی احمد صادق اور میرے ابا جان سید احمد علی صاحب مربی سلسلہ دونوں ہی مسجد میں تھے اور مسجد دشمنوں میں گھری ہوئی تھی۔ مگر یہ دونوں کسی نہ کسی طرح وہاں سے نکل کر گھر آئے اور ہم چاروں بہنوں کو ایک قریبی احمدی محمود احمد امینی کے گھر چھوڑ آئے اور یہ عشاء کے قریب کا وقت تھا۔ جب ہم چاروں بہنیں امینی صاحب کے گھر پہنچیں تو دیکھا کہ دیگر احمدی گھروں کی لڑکیاں اور عورتیں بھی وہاں موجود تھیں۔ نفیسہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ہم چھت پر بیٹھ کر ایمان کی سلامتی اور احمدیت کی ترقی کے لئے دل ہی دل میں دعائیں کرتی رہیں۔

یکم جون کو تقریباً صبح کے پونے چار بجے پانچ رائفل بردار امینی صاحب کے گھر کی چھت پر آگئے جنہیں

دیکھتے ہی مرد اور عورتیں چوبارہ کے کمروں میں چلے گئے۔ کمرے صرف دو تھے، ایک میں مرد اور ایک میں عورتیں جمع ہو گئیں۔ حملہ آور سر پر آ پہنچے اور ان کی رائفلیں شعلے برسانے لگیں۔ آہ و فغاں کا ایک شور بلند ہوا۔ گولیاں چلتی رہیں، دروازے ٹوٹنے کی آوازیں آتی جارہی تھیں۔ ہم اپنے کمزور ہاتھوں سے دروازوں کو تھامتے رہے۔ اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ ہم کہہ نہ سکتے تھے کہ ہم اس دنیا کو دوبارہ دیکھ بھی سکیں گے یا نہیں؟ ہاتھوں پاؤں میں خوف سے رعشہ طاری تھا اور ایسی کیفیت تھی جسے بیان کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔

اچانک مردوں کی جانب کا دروازہ ٹوٹا جہاں محمود صاحب اور ان کے نوجوان بھانجے اشرف صاحب تھے۔ چند لمحوں کے بعد ان کی دلدوز چیخوں کی آواز کانوں کے پردے پھاڑتی ہوئی آئی۔ ماموں بھانجا خاک و خون میں تڑپ رہے تھے۔ ایسا منظر جسے دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ محمود صاحب کی ٹانگ سے خون کے فوارے بہہ رہے تھے۔ ان کی اہلیہ صاحبہ چھت پھلانگ کر اپنے غیر احمدی عزیز کے ہاں گئیں اور کہا کہ ہمارے گھر میں گولیاں برسائی جارہی ہیں۔ میرے میاں اور ان کا بھانجا زخمی حالت میں پڑے تڑپ رہے ہیں آپ ہی کچھ مدد کریں۔ مگر ان کا جواب تھا "تمہارے ساتھ ہم اپنی جانیں کیوں گنوائیں؟"۔ حملہ آور تو چلے گئے مگر زخمیوں کی چیخوں سے آسمان تھرا رہا تھا۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر ضبط کی تمام سلیں چکنا چور ہو گئیں۔ ہم نے باہر آکر ان کے منہ میں پانی ڈالا اور پولیس سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کیا۔ اور ان کو صورت حال سے آگاہ کیا مگر پولیس تو ایسی چھپی کہ ڈھونڈو تو اس کا نشان نہ ملے۔

اسی طرح گوجرانوالہ میں جب حکیم نظام جان صاحب کے بچوں کے گھر کو آگ لگائی گئی تو تمام اہل خانہ نچلی منزل پر تھے۔ یہ سب دوسری منزل پر چلے گئے۔ جلوس نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور دوسری منزل کو بھی آگ لگادی۔ باہر نکلنے کے تمام راستے بند تھے۔ سڑک پر ہزاروں کا مجمع ہر طرح کے کیل کانٹوں سے لیس ان کی بوٹیاں کرنے کو تیار کھڑا تھا۔ جب یہ عورتیں اور بچے تیسری منزل پر پہنچے تو وہ بھی آگ کی لپیٹ میں آگئی۔ سیڑھیاں بھی جل گئیں۔ اب نیچے اترنے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا اور آگ بڑی تیزی سے پھیل رہی تھی۔ بچے سہم کر بڑوں سے چمٹے ہوئے تھے لیکن سبھی بے بس تھے اور مسلسل دعائیں کر رہے تھے۔ نیچے گلی میں ہجوم اس انتظار میں تھا کہ کب یہ لوگ جل جائیں یا نیچے چھلانگیں لگائیں تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔

اس موقع پر سامنے کے گھر والوں نے ہمدردی کی اور لکڑی کا ایک تختہ اپنے گھر کی چھت سے اس جلتے ہوئے گھر کی چھت تک رکھا۔ یہ تختہ اتنا چوڑا بھی نہ تھا کہ ایک آدمی بآسانی اس پر سے گزر سکے لیکن ایمان کی مضبوطی سے اس خاندان کا ایک ایک بچہ اس پر سے گزر گیا۔

سید احمد علی شاہ صاحب کی بیٹی راضیہ سید بیان کرتی ہیں کہ جب ہمارے گھر پر حملہ ہوا تو حملہ آوروں میں سے ایک بلوائی نے امی سے کہا کہ تمہارا کلمہ اور ہے تو اسی وقت امی نے کہا لو سنو! میرا کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے۔ پھر ایک اور آدمی نے ہماری بہن سے کہا کہ تم مرزا صاحب کو گالی دو تو ہم تمہیں چھوڑیں گے۔ بہن نے جواب دیا تم مجھے زخمی کر سکتے ہو۔ میری جان لے سکتے ہو مگر میرا ایمان نہیں چھین سکتے اور نہ میں احمدیت چھوڑ سکتی ہوں۔

اس پر ایک غنڈے نے بہن کو تھپڑ مارا۔ دوسرے نے سر پر ڈنڈا مارا۔ اتنے میں ایک شخص نے کمانی دار چاقو پکڑا اور ابا جان کو کھینچ کر باہر لے جانے لگا اور کہنے لگا کہ یہی ان کا مربی ہے پہلے اسے ختم کرو۔ بہن زخمی حالت میں بھاگ کر ساتھ والے مکان میں گئیں مگر وہاں کی خواتین نے یہ کہتے ہوئے ان کو وہاں سے نکال دیا کہ اپنے ساتھ ہمیں بھی مروانا ہے۔ پھر وہ ایک اور مکان میں گئیں لیکن انہوں نے بھی پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر میری بہن نے اس مکان سے چھت پھلانگ کر گلی پار کی کیونکہ گلی میں جلوس تھا اور دوسرا کوئی رستہ نہ تھا۔

حضور نے بتایا کہ مکرمہ سعیدہ افضل صاحبہ جو حضور کے عزیز دوست اور کلاس فیلو مکرم محمد افضل صاحب کھوکھر شہید کی اہلیہ ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ شہادت سے چند روز پہلے کی بات ہے کہ افضل شہید عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس آئے تو میں بستر پر بیٹھے رو رہی تھی۔ دیکھ کر کہنے لگے کہ سعیدہ کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا کتاب "روشن ستارے" پڑھ رہی تھی اور میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتی اور میرا نام بھی کسی نہ کسی رنگ میں کتاب میں آتا۔ اس پر افضل صاحب کہنے لگے یہ آخرین کا زمانہ ہے۔ اللہ کے حضور قربانیاں پیش کرو تو پہلوں میں شمار کی جاؤ گی۔

۳۱ مئی کی رات احمدیوں کے خلاف فسادات شروع ہو گئے۔ ساری رات جاگ کر دعائیں کرتی گزر گئی۔ اپنا دفاع کرتے رہے۔ مجھے یہ وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ یہ میرے شوہر اور بیٹے کے ساتھ آخری رات ہے۔

یکم جون کو جلوس نے حملہ کر دیا۔ ہم عورتوں کو افضل صاحب نے ہمسایہ کے گھر بھیج دیا اور خود باپ بیٹا گھر ٹھہر گئے۔ سارا دن حملہ ہوتا رہا۔ توڑ پھوڑ کی آوازیں آتی رہیں مگر ہمیں کچھ پتہ نہ تھا کہ باپ بیٹے کو شہید کر دیا گیا ہے اور ظالموں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ حضور نے بتایا کہ ظالموں نے پہلے بیٹے کو باپ کے سامنے شہید کیا اور اس دردناک طریق پر شہید کیا کہ ایک غیر احمدی جو اس مجمع میں شامل ہوا تھا وہ اس واقعہ کو دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھا۔ پھر رفتہ رفتہ اسے ہوش آئی تو اس نے بتایا کہ جب افضل شہید سے کہا گیا کہ مرزا غلام احمد کو گالیاں دو تو انہوں نے کہا کہ کیا تم مجھے اپنے بیٹے سے بھی کمزور ایمان والا سمجھتے ہو جس نے میرے سامنے اس بہادری سے جان دی ہے۔ جب آخری وقت سسکتے ہوئے وہ پانی مانگ رہا تھا تو گھر پر جو عمارت کے لئے ریت پڑی تھی وہ اس کے منہ میں ڈالی گئی۔ افضل شہید نے کہا کہ تم جو چاہو کر لو میں اپنے ایمان میں متزلزل نہیں ہوں گا۔ اس پر انہیں اور بھی دردناک طریق پر شہید کیا گیا۔ پھر انہیں ننگا کر کے انکی نعشیں تیسری منزل سے نیچے پھینک دی گئیں۔

حضور نے فرمایا یہ وہ بربریت ہے جس کو یہ بدبخت لوگ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس سے بڑی بے حیائی اسلام کے نام پر شاید کبھی نہ کی گئی ہو۔

حضور نے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ محترمہ صفیہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ چودھری منظور احمد صاحب شہید لکھتی ہیں کہ جون ۱۹۷۴ء میں جب حالات خراب ہوئے تو پولیس میرے بیٹے مقصود احمد کو ایک مولوی کے کہنے پر دکان سے گرفتار کر کے لے گئی اور حوالات میں بند کر دیا۔ اگلے دن جلوس نے گھروں پر حملہ کر دیا۔ عورتوں کو ایک احمدی کے گھر جو بظاہر محفوظ تھا پہنچا دیا گیا۔ شام تک ہمیں گھر کی کوئی خبر نہ ملی۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ ہمارے گھروں کو جلوس نے آگ لگادی ہے اور وہاں پر موجود تمام افراد زخمی ہو گئے ہیں۔

دشمنوں کو علم ہو گیا کہ یہ بے سہارا عورتیں اس گھر میں (جہاں ہم نے پناہ لی تھی) چھپی ہوئی ہیں۔ اس گھر پر بھی حملے کا خطرہ بڑھ گیا۔ ہم رات کے اندھیرے میں وہاں سے نکل کر راہوالی چلی گئیں۔ اس وقت ہمیں کچھ علم نہ تھا کہ ہمارے پیاروں سے کیا بیتی ہے۔ اگر وہ زخمی ہیں تو کہاں ہیں۔

اس دن شام کو جب ایک ٹرک چھ شہیدوں کو لے کر راہوالی پہنچا تو اس وقت ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے پیارے تو شہید ہو چکے ہیں اور ان کی لاشیں اس ٹرک میں موجود ہیں۔ چونکہ جلوس ٹرک کے پیچھے تھا۔ نہ جانے وہ ان لاشوں سے مزید کیا سلوک کرنا چاہتے تھے جنہیں پہلے ہی ڈنڈے اور پتھر مار مار کر شہید کر دیا گیا تھا۔ ٹرک جلد واپس چلا گیا۔

میں اور میری بیٹی انیسہ اپنے پیاروں کے آخری دیدار سے محروم رہے۔ ہم ان کے چہرے بھی نہ دیکھ سکے۔ میرے خاوند چودھری منظور احمد، میرا خوب سیرت اور پاک طینت لخت جگر محمود احمد اور بیٹی کا جواں سہاگ میرا پیارا داماد سعید احمد اپنے حقیقی معبود و محبوب کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہ لمحے قیامت کے لمحے تھے۔ غم کا پہاڑ ہم پر آن پڑا تھا۔ یہ تین تو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ چھوٹا بیٹا شدید زخمی تھا۔ بڑا بیٹا حوالات میں بند تھا اور اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ اس کا باپ، چھوٹا بیٹا اور بہنوئی تو شہید ہو چکے ہیں اور ان کی ماں، بہن نہ جانے کس حال میں ہے۔ بس اللہ نے ہی صبر عطا کیا اور استقامت بخشی۔

حضور نے فرمایا کہ صفیہ صدیقہ صاحبہ اپنے بیٹے کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ یکم جون کو جو جلوس سول لائنز سے ہمارے گھروں اور مسجد پر حملہ آور تھا اس کے ساتھ جو پولیس تھی اس کا ایک سپاہی راہوالی کا رہنے والا تھا۔ اس نے بعد میں بتایا کہ میں بہت سی جائے حادثات پر گیا ہوں میں نے ذاتی مفاد کی خاطر اور دس دس روپے کی خاطر ایک دوسرے کی جان لیتے ہوئے سڑک پر نشے، غفلت اور لاپرواہی کے نتیجے میں گاڑیاں چلانے والوں کو مارتے اور مرتے دیکھا ہے۔ لیکن یکم جون کو سول لائن میں ایک گھر کی چھت پر جو معرکہ میں نے دیکھا وہ آج سے چودہ سو سال پہلے صرف تاریخ اسلام میں پڑھنے کو ملا تھا کہ کس طرح صحابہؓ اسلام پر اپنی جان نثار کرتے تھے۔ اس سپاہی نے کہا کہ میں اس لڑکے کو بھلا نہ سکوں گا جس کی عمر بمشکل سترہ اٹھارہ برس ہوگی۔ سفید رنگ، لمبا قد، اس کے ہاتھ میں بندوق تھی (یہ حلیہ آپکے بیٹے محمود احمد طاہر کا تھا) ہمارے ایک ساتھی نے جاتے ہی اس کے ہاتھ پر ڈنڈا مار کر بندوق چھین لی۔ جلوس اس لڑکے پر تشدد کر رہا تھا۔ جلوس میں سے کسی نے کہا مسلمان ہو جاؤ اور کلمہ پڑھ لو تو اس نے کہا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں سچا احمدی ہوں۔ مسلمان ہوں۔ جلوس میں سے کسی نے کہا مرزا کو گالیاں دو۔ اس لڑکے نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا کہ میں نے کبھی گالی دی ہے اور نہ سنی ہے اور تم مجھے اس ہستی کو گالیاں دینے کے بارے میں کہہ رہے ہو جو اس جان سے بھی پیارا ہے اور ساتھ ہی اس نے مسیح موعود زندہ باد اور احمدیت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ نعرہ لگانے کی دیر تھی کہ جلوس نے اس لڑکے کو چھت پر سے اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ اینٹوں اور پتھروں کی بارش تو پہلے ہی اس پر ہو رہی تھی۔ مزید چھت پر بنے پردے کی جالیاں توڑ کر اس پر پھینکیں اور اس لڑکے نے میرے سامنے اپنی جاں نثار کر دی۔

محترمہ صفیہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ چودھری منظور احمد صاحب شہید اپنے شہید بیٹے سے متعلق لکھتی ہیں کہ میرا بیٹا محمود نہایت خوبصورت، خوب سیرت اور پاک طینت تھا۔ وہ بچپن سے ہی سب کا ہمدرد اور ہر کسی کے دکھ درد میں کام آنے والا تھا۔ وہ بچپن سے ہی پانچ وقت کی نماز مسجد میں جا کر ادا کرتا۔ باپ کی طرح باغیرت اور تبلیغ کا دھنی تھا۔ جس دن اس کے ایف۔ اے کے امتحان ختم ہوئے تو مجھ سے کہنے لگا کہ امی دعا کریں میں اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہو جاؤں تاکہ فوج میں کمیشن حاصل کر سکوں۔ اس پر میں نے کہا کہ تم جیسے بہادر، جوشیلے جوان کی تو جماعت کو بہت ضرورت ہے تو کہنے لگا کہ میں فوج میں رہتے ہوئے بھی تبلیغ سے ہرگز غافل نہیں رہوں گا۔ کیا آپ نہیں چاہتیں کہ میں وطن کی خدمت کروں؟ اور قادیان بھی تو ہم نے واپس لینا ہے۔ اگر میں شہید ہو گیا تو آپ شہید کی ماں کہلوائیں گی اور اگر فتحیاب لوٹا تو غازی کی۔

حضور نے ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر قریشی محمود احمد صاحب شہید کو شہادت کا شوق تھا۔ ۱۹۷۴ء میں احمدیت کی مخالفت زوروں پر تھی۔ مگر آپ نے ہر موقعہ پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ یہ مخالفت کم ہونے کی بجائے بڑھتی گئی اور آپ کے ماموں زاد بھائی مقبول احمد کو فروری ۱۹۸۲ء میں پنوعاقل میں شہید کر دیا گیا۔ جب اپنے بھائی کو بہشتی مقبرہ میں قبر میں اتار رہے تھے تو کہا اے مقبول! یہ رتبہ خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے کاش مجھے بھی یہ رتبہ حاصل ہو اور میں بھی یہاں

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

سب سے زیادہ ناموس رسولؐ کی محافظ اور علمبردار تمام دنیا میں جماعت احمدیہ ہے۔ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ جماعت تو ناموس نہیں کرتی ہم ناموس کے علمبردار ہیں۔

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۹۴ء مطابق ۱۵ وفا ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞
قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞
وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۞
قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِىْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞
(سورہ جمعہ۔ آیات ۶۔۹)

یہ سورہ جمعہ کی آیات ۶ تا ۹ ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے اس مضمون پر مزید کچھ کہنے سے پہلے بعض اعلانات ہیں۔ لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ جرمنی کا سولہواں سالانہ اجتماع کل ۱۶ جولائی بروز ہفتہ سے شروع ہو رہا ہے اور ۱۷ جولائی تک جاری رہے گا (میں نے کہا تھا بعض اعلانات۔ دراصل ایک ہی ہے اس کے علاوہ اور کوئی اجتماع کی اطلاع مجھ تک نہیں پہنچی پہلے چونکہ زیادہ ہوا کرتے تھے اس لئے عادتاً منہ سے بعض اعلانات نکل گیا)۔ تو لجنہ اماء اللہ کے اور ناصرات کے اس اجتماع میں دوست ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ ان اجتماعات کو بابرکت فرمائے اور ہر پہلو سے ایسی برکتیں عطا فرمائے جو دائمی رہنے والی ہوں اجتماع کے دنوں کے ساتھ ختم نہ ہو جائیں۔

جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا مضمون بہت ہی دلچسپ اور گہرا اور عبرتناک ہے۔ پہلے بھی بارہا اس آیت کی تلاوت کے حوالے سے مذہبی قوموں کے اس ادبار کا ذکر کر چکا ہوں جب وہ اپنی تعلیمی ذمہ داریوں کو بھلا دیتی ہیں۔ قرآن کریم نے جو نقشہ کھینچا ہے اس کے دو پہلو ہیں جو ایک دوسرے کے بعد نظر کے سامنے ابھرتے ہیں پہلا یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جو اہل کتاب ہیں وہ تمام تر اس آیت کے مضمون کے مخاطب بنتے ہیں۔ "مثل الذین حملوا التوراۃ" یعنی تورات صرف یہود کے علماء اور ربانیین کے لئے تو نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ ان تمام کی خاطر نازل کی گئی تھی جنہوں نے موسیٰ کو قبول کیا اور اس پر ایمان لانے کے نتیجے میں اس کی شریعت کے پابند ٹھہرے۔ پس قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ تمام اہل کتاب جن کو تورات سب کو عطا کی گئی تھی لیکن پھر اس کتاب کا بوجھ انہوں نے اٹھانا ترک کر دیا یعنی اس کی پابندیوں سے بری الذمہ ہو گئے اور آزاد ہو گئے۔ ان کی مثال ایک ایسے گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ ڈالا جائے اور کتابوں کا بوجھ جب گدھے پہ ڈالا جاتا ہے تو دو طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں یعنی طبعی نتیجے دو ظاہر ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ گدھے کو کچھ پتہ نہیں کہ اس کے اوپر کیا لدا ہوا ہے اور اس کی بلا سے جب یہ بوجھ اترے تو وہ فرحت محسوس کرتا ہے، فراغت محسوس کرتا ہے کہ شکر ہے اس مصیبت سے چھٹکارا ملا۔ چونکہ وہ جانتا نہیں کہ اس بوجھ کی قیمت کیا ہے اس لئے اس کے نزدیک اس کی کوئی بھی قدر نہیں ہوتی اور ایسی کامل مثال ہے کہ ہر پہلو سے کامل طور پر ان مذہبی قوموں پر چسپاں ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ ایک نعمت عطا کرتا ہے پھر وہ خود اس نعمت کو سمجھنے کے اہل نہیں رہتے اور جب وہ نعمت اس لائق نہیں ٹھہرتی کہ وہ اس سے استفادہ کریں، اس سے پیار محبت بڑھائیں، اس نعمت کے نتیجے میں خود بھی فیض اٹھائیں اور دنیا کو بھی فیض پہنچائیں تو ایک محض ایسا بوجھ ہے جیسا گدھے کے اوپر کتابوں کا بار ہو اور پھر وہ لازماً اسے اتار پھینکتے ہیں "ثم لم یحملوھا" میں یہی مضمون ہے جو بیان ہوا ہے۔ پھر انہوں نے اس کو نہیں اٹھایا۔ جیسے گدھے بھی جب کتابیں ڈالی جاتی ہیں تو ہمیشہ پھر کتابیں اپنی کمر پر اٹھائے ہوئے اسی کے ساتھ تو نہیں سویا کرتے اور اسی کے ساتھ تو نہیں زندگی گذارتے۔ جب منزل پہ پہنچے ان کتابوں کا بوجھ اتارا اور فارغ ہو گئے۔

دوسرا پہلو اس کا علماء ہیں جو بائبل کے علماء خصوصیت کے ساتھ اس آیت کے پیش نظر ہیں ایک طرف تو قرآن کریم فرما رہا ہے کہ انہوں نے بوجھ اتار دیا دوسری طرف مثال دے رہا ہے کہ گدھے ہیں جنہوں نے بوجھ اٹھایا ہوا ہے تو اس دوسرے پہلو پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو علماء کا نقشہ سامنے آتا ہے جنہوں نے بوجھ نہیں اتارا بلکہ اس بوجھ کو اٹھائے پھرتے ہیں۔ اور اعلان یہ کرتے ہیں کہ ہم ہی اس بوجھ کے کلیۃً ضامن اور مالک بن بیٹھے ہیں۔ ہم سے ہی جو آنا چاہے تعلیم حاصل کرے۔ ہم ہی مذہب کی کلیۃً اجارہ داری حاصل کر چکے ہیں ہم مذہب کی نمائندگی اختیار کر چکے ہیں۔ پس جس نے کچھ علم سیکھنا ہے ہم سے آ کے سیکھے۔ تو مذہبی کتابوں کا اجارہ دار بن جانا جب تنزل کے دور میں علماء کے سپرد ہو جاتا ہے تو اس وقت کا نقشہ ہے جو بہت ہی خوبصورت الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ قوم کا فرض تھا ان میں سے ہر فرد تورات کی تعلیم کو سمجھتا اس پر عمل کرتا اور اس کا نگران اور محافظ بننے کی کوشش کرتا۔ اس صورت میں تورات کی تعلیم ان کی نگران ہو جاتی اور ان کی حفاظت کرتی۔ لیکن قوم نے بحیثیت قوم اس تعلیم کی ناقدری کی، اس سے پیٹھ پھیر لی اور اپنے گلوں سے یہ بوجھ اتار دیا اور پھر کیا ہوا؟ پھر یہ بوجھ گدھوں پر آ پڑا۔ ان گدھوں پر جو اس کو سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ جب قوم ایک چیز کی ناقدری کرتی ہے تو عموماً وہ چیز اس حصے کے سپرد کی جاتی ہے جسے اپنے میں سے کمتر سمجھتی ہے اور یہی واقعہ ہمیشہ امتوں میں گذرا ہے اور یہی ہوتا رہے گا کہ جب کوئی قوم الٰہی پیغامات کی ناقدری کرتی ہے تو قوم کا وہ حصہ اس کو اٹھاتا ہے جو قوم کے نزدیک بے حیثیت اور ذلیل ہوتا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ چونکہ وہ اس پیغام کے اجارہ دار بن جاتے ہیں اس پیغام کی برکت سے اور قوم کی جاہلیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ ایک قسم کی سرداری بھی اختیار کر جاتے ہیں لیکن ان کی اپنی حالت ان گدھوں کی سی ہے جن پر کتابوں کے بوجھ لادے گئے ہوں ان کو کچھ پتہ نہ ہو کیا اٹھایا ہوا ہے۔ تو گدھے کا اگر مرکب گدھا ہونے کا کوئی مضمون ہے تو وہ یہاں بیان ہوا ہے جیسے جہل مرکب کہتے ہیں ایک تو پہلے ہی گدھے تھے جن پر بوجھ ڈالا گیا۔ اوپر سے کوئی عقل فہم نہیں کچھ پتہ نہیں کہ ہے کیا اور ان کو قوم سردار بنا بیٹھتی ہے۔ پس کیسی رسوا کن سزا ہے خدا کے پیغام کی بے حرمتی کرنے کی۔ اس سے زیادہ ذلیل سزا کسی قوم کو نہیں دی جا سکتی کہ جس پیغام کو انہوں نے در خود اعتناء ہی نہیں سمجھا تھا وہ سمجھتے تھے اس لائق نہیں ہے کہ ہم اس پر توجہ کریں، اسے پڑھیں، اس پر عمل کریں، اٹھا کر قوم کے اس حصے کے سپرد کر دیا جو ان کے نزدیک ادنیٰ اور معمولی حیثیت کے لوگ تھے پھر خدا کی تقدیر نے ان کو ہی ان کا مذہبی سردار بنا دیا اور ایسے مذہبی سردار جو پہلے ہی بے حیثیت ہوں اوپر سے عقل نہ ہو کہ خدائی پیغام کو سمجھ سکیں وہ قوم کے لئے سب سے بڑی لعنت بن جاتے ہیں۔ یہ تمام مذہبی تاریخ کا خلاصہ ہے جو اہل

کتاب کے حوالے سے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ نے ہم پر کھول دیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بئس مثل القوم الذین کذبوا بایت اللہ" ان بدنصیبوں کی مثال بہت ہی بری ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلا دیا "واللہ لا یھدی القوم الظلمین" اور اللہ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس کا اس پہلے مضمون سے کیا تعلق ہے؟ پہلے جس قوم کا ذکر ہے اس نے تکذیب تو نہیں کی اس نے تو بوجھ اتارا ہے مگر ایمان قائم رکھا ہے اور کچھ حصے نے بوجھ اٹھایا بھی ہوا ہے خواہ گدھوں کی طرح اٹھایا ہوا انہیں مکذب تو نہیں کہا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ پھر جب بھی انبیاء آتے ہیں ان کی تکذیب کرتے ہیں۔ جن کو مذہب کے فلسفے سے اور اس کی حقیقت سے آگاہی نہ ہو، جو مذہبی پیغام کی عظمت اور مرتبے کو نہ سمجھتے ہوں، ان کے لئے یہ مذہبی پیغام بالکل بے کار اور بے معنی ہو جاتے ہیں اور یہ ایسی قوم تکذیب کے لئے ذہنی اور قلبی اور نفسیاتی ہر لحاظ سے پوری طرح تیار ہوتی ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آمد پر جو واقعہ گذرا دراصل یہ اسی کی طرف اشارہ ہے کہ تورات کی پاک تعلیم تو قوم نے گدھوں کے سپرد کر دی تھی اور گدھے بھی بوجھ کے طور پر اسے اٹھائے پھرتے رہے ہیں۔ ان کی سرداری میں تم جا چکے ہو تمہیں کیسے ان کی طرف سے ہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔ تمہارے تو مقدر میں تکذیب لکھی جا چکی ہے۔ پس اگر تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پہچان نہیں سکتے تو تمہاری اس جہالت کا قصور ہے جس کے نتیجے میں تم نے پہلے پیغام کی ناقدری کی تھی اور اس ناقدری کے نتیجے میں یہ جہالت در جہالت کا سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن اس کے باوجود تم اللہ کے دوست ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ کہتے ہو ہمیں اللہ کی حرمت اور عزت کا بڑا پاس ہے ہم اللہ کی خاطر سب کر رہے ہیں یہ دعوے ساتھ ساتھ جاری و ساری ہیں۔ فرمایا اس صورت میں تو صرف ایک ہی علاج ہے کہ تم خدا کے نام پر اپنی سچائی کا اقرار کرتے ہوئے یہ اعلان کرو کہ اگر ہم حقیقت میں خدا سے محبت کرنے والے نہیں اور خدا کی خاطر یہ بوجھ نہیں اٹھائے ہوئے تو اے خدا ہمیں موت دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے وہ اپنے دل کی سچائی پر موت کی شرط نہیں لگائیں گے اور خدا سے اس بناء پر موت نہیں مانگیں گے کہ اگر ہم اپنے دعووں میں جھوٹے ہیں تو اے خدا تو ہمیں موت دے دے۔

چنانچہ جب میں نے جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلے کا چیلنج دیا تھا تو آپ کو علم ہے کس طرح مولویوں میں کھلبلی مچ گئی تھی اور افراتفری پڑ گئی تھی لیکن کوئی بھی حقیقت میں شرائط کے ساتھ اس پیغام کو قبول کر کے مباہلے کے لئے سامنے نہ آیا اور ہزار بہانوں اور عذروں سے انہوں نے اس مباہلے کو ٹال دیا۔ مگر مباہلے کی اور بھی قسمیں ہیں۔ لفظ مباہلہ ان پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہاں بھی لفظ مباہلہ اس صورت پر اطلاق نہیں پارہا بلکہ مباہلہ کی وہ رسمی شکل جس کا میں نے بیان کیا تھا وہ قرآن کریم کی دوسری آیات سے تعلق رکھتی ہے لیکن ایک یہ بھی قسم ہے۔

پس میں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے تمام دنیا کے مولویوں کو اس نوع کے مباہلے کی طرف بلاتا ہوں۔ ہم بھی تمام دنیا کے احمدی خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسمیں کھا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم جو کاروبار کر رہے ہیں اللہ کی محبت میں کر رہے ہیں اور ہماری تمام توانائی اور ساری طاقت اللہ کی محبت سے پھوٹتی ہے۔ کوئی نفرتیں ہمارے پیش نظر نہیں، کوئی انتقام ہمارے پیش نظر نہیں۔ بنی نوع انسان کی بھلائی ہے تو وہ بھی اللہ ہی کی خاطر ہے اور خدا گواہ ہے کہ اس کے سوا ہمارا اور کوئی مقصد نہیں۔ یہ حلفیہ اعلان تمام دنیا کے احمدی، ایک ایک بچہ میرے ساتھ آج اس وقت کر رہا ہے جو سب دنیا میں اس پیغام کو سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے۔ مولوی بھی یہ اعلان کر دیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں محض اللہ کی محبت میں کر رہے ہیں کوئی ذاتی کمینی دشمنیاں، کوئی ذاتی مفادات، کوئی سیاسی مقاصد ہرگز ہمارے پیش نظر نہیں۔ ہم کلیۃً اس سے مبرا ہیں۔ پھر دیکھیں کہ کیا ان کے ساتھ ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ۝

ہم اعلان کرتے ہیں کبھی یہ ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ ان کے اعمال کیا ہیں؟ کیا وہ اپنے آگے بھیج رہے ہیں؟ اپنے کردار سے واقف ہیں۔ اس لئے ان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ لیکن ان کو یہ بتا دو کہ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ کہ اے موت سے بھاگنے والو اور فرار اختیار کرنے والو! یاد رکھو موت سے تم نہیں بھاگ سکتے۔ تمہارے اعلان کے نتیجے میں جلدی آجائے یا تم اپنی اجل مسمی تک پہنچائے جاؤ جو صورت بھی ہوگی تم نے لازماً خدا کے حضور حاضر ہونا ہے پھر کیا ہوگا ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اس خدا کے حضور حاضر ہوگے جو غیب کو بھی جانتا ہے اور حاضر کو بھی جانتا ہے فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝ تمہیں وہ خوب اچھی طرح سے باخبر کر دے گا ان باتوں سے جو تم کیا کرتے تھے۔

یہ وہ مضمون ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مذہبی قوموں کے انحطاط کی تاریخ کا خلاصہ ہے لیکن ایسا خلاصہ جو ہر پہلو پر حاوی ہے۔ یہ ادبار کئی طرح سے قوم کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے آجکل جو آپ آئے دن ایسے ہنگاموں کی باتیں سنتے ہیں جن میں انبیاء کی عصمت اور عزت اور احترام کے نام پر بنائے جانے والے قانون زیر بحث ہیں۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ عصمت انبیاء اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہتک اور گستاخی کے نتیجے میں جو موت کی سزا پاکستان میں مقرر کی گئی ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی برداشت نہیں کی جائے گی۔ گویا محض اللہ یہ کاروائی اور اس کے خلاف کوئی حرکت، کوئی قانون، کوئی کوشش قابل برداشت نہیں، یہ جو ہنگامہ آرائیاں پاکستان میں ہوتی رہی ہیں اور بنگلہ دیش میں بھی چلائی جا رہی ہیں اور بعض ملکوں میں بھی یہ تحریک اسی طرح آہستہ آہستہ آگے بڑھائی جائے گی۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اس کے تمام پہلوؤں پر ایک خطبات کے سلسلے میں روشنی ڈالوں۔ متفرق مواقع پر سوال و جواب کی مجالس میں یہ باتیں زیر بحث لائی جا چکی ہیں۔ جب سلمان رشدی کا قصہ ہوا تھا اس وقت بھی جماعت کے موقف کے طور پر میں نے یہ باتیں بیان کی تھیں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ قوم پر حجت تمام کرنے کے لئے ایک دفعہ اس مضمون کے ہر پہلو سے پردہ اٹھا دوں تاکہ بات اتنی کھل جائے کہ کوئی شخص پھر خدا کے حضور یہ عذر نہ پیش کر سکے کہ ہمیں معاملے کی سمجھ نہیں آئی تھی، ہم تو ان باتوں سے واقف نہیں تھے۔

پہلی بات تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کا اس آیت کریمہ سے گہرا تعلق ہے وہ قومیں جو ذاتی مذہبی علم نہیں رکھتیں یعنی مذہبی علم سے بے اعتنائی کے نتیجے میں اس علم کی طرف توجہ ہی نہیں رہتی اور عامۃ الناس الگ ہو جاتے ہیں اور مولوی ملانے الگ ہو جاتے ہیں۔ قوم کے دو طبقے بن جاتے ہیں ایک وہ جنہوں نے الٰہی کلام اور پیغام کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور ذاتی طور پر مذہب کا کوئی علم بھی نہیں رکھتے۔ سوائے معمولی باتوں کے ان کو اور مذہب کی کسی حقیقت کا علم نہیں ہوتا۔ لیکن کچھ ایسے لوگ ہیں جو پھر اس میں سپیشلسٹ کہلاتے ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ تمام مذہبی انبار ہماری گردنوں پر ڈالے گئے ہیں، ہم سمجھتے ہیں۔ وہ مذہب کے نمائندہ بن کے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جب مذہب کی نمائندگی میں کچھ بات کہتے ہیں تو قوم کی اکثریت ذاتی طور پر اس تحقیق کی اہلیت ہی نہیں رکھتی کہ وہ سچ بول رہے ہیں یا جھوٹ بول رہے ہیں۔ جو بات بیان کرتے ہیں وہ حقیقت میں مذہب کی بات ہے بھی کہ نہیں اپنے نفس کا جھوٹ ہے، اپنے نفس کی تعلّی ہے اپنی انانیت کے قصے ہیں یا حقیقت میں خدا رسول کی باتیں ہیں یہ تمیز کرنے کی اہلیت ان قوموں میں نہیں رہتی۔ اس کے بعد ان کا مذہب جن کا ان کو علم نہیں ان کے خلاف ہوا بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور ڈر کے مارے یہ لوگ آگے آگے بھاگتے ہیں اور امن کی پناہ گاہیں ڈھونڈتے ہیں کہ کسی طرح اس مصیبت اس بلا سے چھٹکارا ملے۔ لیکن پیچھا کرنے والوں کا اعلیٰ مقصد خدا اور خدا کی محبت نہیں ہوتی جیسا کہ اس آیت کریمہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ ان کی شرطیں اور قسم کی ہوتی ہیں دنیاوی مفادات سے تعلق رکھتی ہیں، ذاتی انتقامات سے تعلق رکھتی ہیں اور خدا کی محبت کا نہ قصے کے آغاز میں ذکر نہ درمیان میں نہ آخر پر اس سے بالکل بے تعلق باتیں ہوتی ہیں۔

پس ان دنوں میں جو ناموس رسول کے نام پر تحریک چلائی جا رہی ہے اس کے جو مختلف پہلو ہیں وہ میں آپ کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں۔ یعنی تمام دنیا کے مسلمانوں کے سامنے خصوصیت سے تاکہ وہ ان کو سمجھیں اور کچھ روشنی حاصل کریں۔ ان اندھیروں میں نہ بھٹکتے رہیں جہاں ان کی گزشتہ بے اعتنائیوں نے انہیں جا پہنچایا ہے۔

اول تو یہ بات کھول کر پیش کرنے کے لائق ہے کہ اس تحریک یا اس جیسی تحریکات کے محرکات کیا ہیں؟ کیا یہ سیاسی اغراض کی خاطر اور سیاسی غلبے کی خاطر بعض مولویوں کے بہانے ہیں جو انہوں نے قوم کے سامنے رکھے ہیں یا حقیقت میں ناموس رسول یا ناموس خدا کی خاطر اس کی محبت میں وہ یہ سب تحریکات چلا رہے ہیں؟ یہ غور طلب باتیں ہیں۔ پہلے میں اسی حصے پر کچھ گفتگو کرتا ہوں۔

DISTRIBUTORS OF PITTA BREAD
PLAIN AND FRUIT YOGURT
MANGOES & SEASONAL FRUIT
AND VEGETABLES
ZAHID KHAN
081 949 1044
IMMEDIATE DELIVERY
ANYWHERE IN LONDON
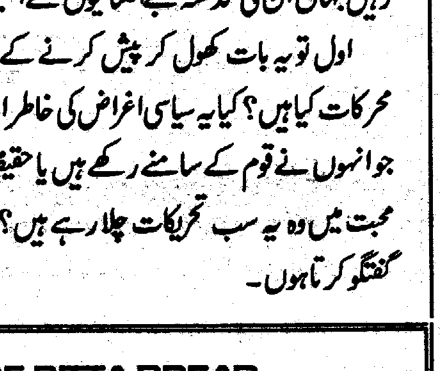

امر واقعہ یہ ہے کہ کل عالم اسلام میں اس وقت ملائیت اور مسلمان سیاستدانوں کے درمیان ایک جدوجہد جاری ہے اور اس کا نہ ناموس خدا سے کوئی تعلق ہے نہ ناموس رسول سے کوئی

آج کل عالم میں اسلام کے تصور انصاف کو پیش کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔

تعلق ہے۔ یہ اصطلاحیں اب پاکستان اور ہندوستان اور بنگلہ دیش میں گھڑی گئی ہیں ورنہ تاریخ اسلام تو اس سے بہت پہلے سے ہے جبکہ یہ قصے نہ اٹھائے گئے نہ زیر بحث لائے گئے۔ آج بھی جو مصر میں فسادات ہوتے رہتے ہیں اور حکومت اور ملانوں کے درمیان مستقل جدوجہد جاری ہے وہ کس عصمت انبیاء کے نام پر کس کی خاطر ہے!؟ الجیریا میں جو کچھ ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے اس کا عصمت رسول سے بھلا کیا تعلق ہے!؟ ایران میں ملانوں نے جس نام پر قوم پر غلبہ حاصل کیا اس کا عصمت رسول سے کیا تعلق تھا!؟ سوڈان میں جو کچھ ہوتا رہا اور ہو رہا ہے اس کا عصمت رسول سے کیا تعلق ہے!؟ غرضیکہ تمام عالم اسلام پر آپ نظر ڈالیں ایک لمبی جدوجہد ہے جو ملائیت کی مسلمان سیاست کے خلاف ہے اور وہ جب تک سیاست پر قابض نہ ہو جائیں ان کی دل کی بھڑک ٹھنڈی نہیں ہو سکتی۔ پس یہ محض مختلف بہانوں کے نام رکھے گئے ہیں کہیں اس کا نام عصمت انبیاء رکھ دیا گیا ہے۔ کہیں اس کا نام یہ رکھا گیا ہے کہ یہ ہمارے سیاسی راہنما اسلام کے دشمن اور دنیاوی طاقتوں کے نام پر کھیلنے والے ہیں۔ کہیں امریکہ کے ایجنٹ بنائے گئے۔ کہیں یہودیت کے ایجنٹ بنائے گئے۔ کہیں انگریزوں کے ایجنٹ بنائے گئے۔ بہانوں کے نام مختلف ہیں لیکن بہانے کی غرض سب جگہ ایک ہی ہے کہ ملاں مذہب کے نام پر سیاسی غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ سیاست دان جو اس بات کو سمجھتے نہیں اور ملاں کے سامنے انچ انچ کر کے یا چپہ چپہ یا بالشت بالشت یا پھر قدموں اور میلوں میں زمینیں چھوڑتے چلے جا رہے ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہ بلا جتنی زیادہ زمین پر قابض ہوتی ہے اتنی زیادہ طاقتور ہوتی چلی جاتی ہے اور پیچھا چھوڑنے کا تو کوئی سوال ہی باقی نہیں۔ آج ایک بہانہ ٹوٹا تو کل دوسرا بہانہ بنے گا۔ کل وہ بہانہ توڑا گیا تو تیسرا بہانہ بنے گا۔ احمدیت کا جھگڑا بظاہر قوم چکا دے گی جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ نوے سالہ مسئلہ حل ہو چکا اور اسے حل ہوئے کتنی مدت گذر چکی ہے۔ ۷۴ء میں کہتے ہیں حل ہوا تھا اور آج ۹۴ء ہے تو بیس سال پہلے جو مسئلہ حل ہو گیا تھا کیا اس مسئلے نے قوم کا پیچھا چھوڑ دیا!؟ اس لئے کہ ملاں وہ بلا ہے جو پیچھا چھوڑنے والی بلا ہی نہیں ہے۔ اس حیثیت کو تم سمجھتے نہیں، تم جانتے نہیں، یعنی سیاستدان جانتے نہیں کہ حقیقت میں یہ سیاستدان کی گردن پر پنجے گاڑنے کے لئے بہانے بنائے گئے ہیں اور ان پنجوں میں یہ گردن زیادہ سے زیادہ جکڑی جا رہی ہے، یہ شکنجہ تنگ ہو رہا ہے۔ پس ان کو اس سے بحث نہیں تھی کہ کسی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناموس کی حفاظت ہے یا نہیں ہے۔ یہ الگ مضمون ہے جس کو میں آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ سب سے زیادہ ناموس رسول کی محافظ اور علمبردار تمام دنیا میں جماعت احمدیہ ہے اور میں دلائل سے ثابت کر کے دکھاؤں گا کہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ جماعت تو ناموس نہیں کرتی ہم ناموس کے علمبردار ہیں۔ ان کے اپنے عقیدے کھلم کھلا ان کو جھٹلا رہے ہیں لیکن یہ بعد کے حصے سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔

پہلی بات تو آپ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ محض سیاست ہے اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور دین کو ایک بہانہ بنایا گیا ہے اور دین کو اس رنگ میں بہانہ بنایا گیا ہے کہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو دین کی ادنیٰ بھی عقل نہیں ہے ایک ذرہ بھی شناسائی نہیں ہے ان کے حساب سے تو بالکل وہی حال ہے جیسے گدھے نے کتابیں اٹھائے رکھی ہوں جس کو پتہ ہی نہ ہو کہ کتابوں میں ہے کیا۔ پس اور باتیں تو چھوڑیئے یہی ناموس رسول کے حوالے سے میں آپ پر ثابت کروں گا اور باقاعدہ دلائل کے ساتھ، قرآنی حوالوں سے احادیث اور سنت کے حوالوں سے کہ ان مولویوں کے مسلک میں ایک ادنیٰ بھی حقیقت اور سچائی نہیں۔ محض جھوٹے بہانے ہیں اور ناموس رسول کو اگر خطرہ ہے تو ان لوگوں سے ہے اور خطرہ ہو چکا ہے ماضی میں تو ان لوگوں سے وہ لاحق ہوا ہے ورنہ اور کوئی خطرہ نہیں۔ قرآن کی تعلیم کیا ہے؟۔ اس کی تفصیل پر آپ غور کریں گے تو حیران رہ جائیں گے کہ قرآن کی باتوں کا ان باتوں سے جو آج پاکستان میں زیر بحث آ چکی ہیں کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ سیاستدان اپنی ہوشیاریوں اور چالاکیوں کے باوجود یہ سمجھتا ہے کہ مولویوں کو ان کے مذہبی تقاضے منظور کر کے وہ زیر نگیں کر سکتا ہے اور بعض صورتوں میں وقتی طور پر فائدے اٹھانے میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ خیال کہ یہ کامیابی دائمی اور مستقل ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ آج چند دن کے لئے ٹھنڈ پڑتی ہے کل وہ ٹھنڈ پھر ایک جہنم میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

اب بھٹو صاحب نے جب جماعت احمدیہ کو باقاعدہ اسمبلی کو ایک خاص طریق پر منظم کر کے جماعت احمدیہ کے خلاف غیر مسلم ہونے کا اعلان کروایا تو اس سے پہلے جو اخبارات میں خبریں آ رہی تھیں وہ بالکل کھلی کھلی اور واضح تھیں۔ جو اس کے بعد خبریں آئیں وہ بھی بڑی کھلی کھلی اور واضح ہیں اور تاریخ پاکستان کا ایک انمٹ حصہ بن چکی ہیں۔ علماء یہ اعلان کر رہے تھے کہ بھٹو صاحب آپ ہماری بات مان لیں آپ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے امیر المومنین بنا لیں گے۔ قوم کے صرف سیاسی راہنما ہی نہیں، مذہبی اور روحانی راہنما اور ایسے مذہبی اور روحانی راہنما جن کے متعلق ہم اعلان کریں گے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے بعد سے آج تک ایسا عظیم راہنما پیدا نہیں ہوا۔ اور پھر اس کے معاً بعد جب علماء کا وفد پیش ہوا ہے تو کیسی کیسی انہوں نے خوشامدیں کیں۔ کیسی کیسی تعریفیں کیں اور کہا کہ وہ مسئلہ جسے چوٹی کے علماء اور ہمارے آباؤ واجداد حل نہ کر سکے اسے اے امیر المومنین تیری ایک جنبش قلم نے حل کر دیا۔ بڑے بڑے زبردست اداریئے لکھے گئے اور ابھی وہ سیاہیاں سوکھی نہیں تھیں کہ بھٹو صاحب کے خلاف ایسی گندی تحریک چلائی گئی۔ دیواریں ان کو گالیاں دیتے ہوئے کالی کر دی گئیں۔ اسلام کا بدترین دشمن قرار دیا گیا اور وہ سیاسی تحریک جو بالآخر اس مارشل لاء پر منتج ہوئی جس میں بد سے بدتر حکومت وجود میں آئی وہ مارشل لاء انہی مولویوں کی تائید اور پوری طرح کوشش کے نتیجے میں ظاہر ہوا تھا اور سیاسی طاقتیں جو بھٹو صاحب کی مخالف تھیں وہ ان کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔

پھر ضیاء کے دور میں بھی یہی ہوا۔ کیسی کیسی تعریف کے پل باندھے گئے کہ اے قوم کے سردار! اے روحانی راہنما! بھٹو کے قدم جہاں رک گئے تھے اس منزل سے آگے تو بڑھا اور کوئی پرواہ نہیں کی کہ دنیا تجھے کیا کہتی ہے نہ تو نے امریکہ کا خوف کھایا نہ پاکستان میں احمدیوں کی جو بھی سیاسی طاقت تھی یا رعب پڑا ہوا تھا اس کی ایک ذرہ بھر بھی پرواہ کی اور اکیلا آگے بڑھا اور وہ کام کر گیا جو کبھی پہلے کوئی نہیں کر سکا تھا۔ تو بھٹو صاحب سے ایک قدم آگے بڑھا دیا بلکہ کئی قدم آگے بڑھا دیا۔ اور پھر جس طرح ان کا انجام ہوا جس طرح اس انجام سے پہلے ان کے خلاف تحریکات چلیں اور دیواروں پر ان کے متعلق جو لکھا گیا وہ آج بھی اہل پاکستان کو یاد ہو گا۔ اس (نعوذ باللہ من ذلک) امیر المومنین کا نام آخر پہ کیا بتایا گیا۔ صرف فرق یہ ہے کہ قرآن نے تو گدھا کہا تھا انہوں نے گدھے کے لفظ کو بدل کے کتے میں تبدیل کر دیا لیکن اپنا سردار انہی کو بنایا جن کو دوسرے دن خود کتا کہا اور کتے کہہ کہہ کر اسے اتارا۔ عجیب قوم ہے اور یہ مولوی ہے یہ سب ملاں کی تحریکات ہیں۔ اب ایسے مولویوں کے سپرد اگر آپ اپنی گردنیں کر دیں گے اور کر چکے ہیں اور کرتے چلے جا رہے ہیں تو اس قوم کا کیا انجام ہو گا میں آپ کو وہ انجام دکھانا چاہتا ہوں۔ وہ وقت گذر چکے ہیں جب آپ اپنے قدم واپس کر سکتے تھے یہ بالکل خیال دل سے مٹا دیں کہ احمدیت نعوذ باللہ من ذلک آپ سے مرعوب ہو کر آپ کے خوف میں منتیں کر رہی ہے کہ یہ قدم اٹھاؤ۔ آپ کو بتا رہی ہے کہ جو قدم بھی اٹھائے جانے چاہئیں وہ آپ نہیں اٹھا سکتے۔ آپ میں وہ دلیر دل رکھنے والے وہ تقویٰ شعار اور سچائی پر قائم رہنے والے باشعور لوگ باقی نہیں رہے جو اصولوں کی خاطر بڑی سے بڑی مخالفتوں کے سامنے اپنی چھاتیاں پیش کر دیتے ہیں۔ اس لئے قوم کے اخلاق کا جب دیوالیہ پٹ چکا ہو، جب عقلیں ان کے سپرد کر دی جائیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان کی مثال ایسی ہے جیسے گدھوں پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا جائے، تو پھر ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ عقل کی بات کو سنیں گے اور اپنے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا کریں گے یہ خود ایک بے عقلی کی بات ہے۔ تو پھر کیوں ایسا کیا جاتا ہے۔ معذرۃً الیٰ ربنا محض اپنے رب کے حضور اپنی معذرت کے طور پر کہ اے اللہ ہم پر کوئی عذر نہیں۔ ہم کو پیغام پہنچانے کے لئے مقرر فرمایا گیا تھا ہم اس پیغام کا حق ادا کر چکے ہیں اس ابلاغ کا حق ادا کر چکے ہیں آگے اس قوم کا مقدر ہے یہ بات مانے یا نہ مانے مگر ہم آخر وقت تک آخری سانس تک اس پیغام کو پوری تفصیل کے ساتھ اس قوم کے سامنے کھول کھول کر رکھتے رہے ہیں۔ یہ معذرت جو قرآن سے ثابت ہے، جو سنت سے ثابت ہے، جو صحابہ کے کردار سے ثابت ہے کہ

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS,
CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS
PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882 - MOBILE: 0860 418 252

مرتے مرتے بعض ایسے پیغام شہادت کے وقت آخری سانسوں میں دیئے اور ساتھ یہ کہا کہ ہم بطور معذرت کے یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اللہ کے حضور بری الذمہ ہو کے حاضر ہوں کہ ہم نے اپنے پیغام کی ذمہ داری کو ادا کر دیا تھا۔ پس اس کے سوا اس کی اور کوئی غرض نہیں۔ ورنہ بارہا پہلے بھی ہو چکا ہے کہ جب کوئی سیاسی تبدیلی رونما ہوئی تو بھولے احمدیوں نے مجھے لکھنا شروع کیا کہ الحمدللہ کہ صبح آگئی۔ مجھے یاد ہے کہ ایسے موقع پر میں نے ایک عرب شاعر کا یہ شعر پڑھا تھا۔

يَا اَيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيلُ اَلَا انْجَلِي
بِصُبْحٍ وَمَا الاِصْبَاحُ مِنكِ بِاَمْثَلِ

کہ اے طویل اندھیری رات خدا کے لئے روشن ہو جا ایک صبح کی صورت میں۔ لیکن یہ کہنے کے بعد کہتا ہے بِصُبْحٍ وَمَا الاِصْبَاحُ مِنكِ بِاَمْثَلِ لیکن صبح بھی جو آئے گی وہ تجھ سے

> **صرف ایک اسلام ہے جس نے تمام دنیا کے مذاہب کے نبیوں کی عصمت کا اعلان کیا ہے اور ان کی توہین کو کراہت کی نظر سے اور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔**

روشن تر تو نہیں ہو سکتی۔ وہ تو ایک اندھیری رات کے بعد ایک اندھیری صبح کی باتیں ہو رہی ہیں۔ تو میں نے تمام جماعت پر خطبے میں یہ بات کھول کر اسی شعر کے حوالے سے بیان کی تھی کہ تم جن کو طلوع فجر سمجھ رہے ہو وہ ایک اور اندھیری رات کا طلوع ہے۔ بعض ایسے اوقات آتے ہیں جب راتوں کے بعد راتیں ہی طلوع ہوتی ہیں۔ پس جس قوم کی بدنصیبی یہ ہو جائے کہ ہر رات کے بعد ایک رات طلوع ہو رہی ہو اس قوم کو یہ تو نہیں سمجھایا جا سکتا کہ تم رک جاؤ اور آنکھیں کھولو اور دیکھو۔ وہ اندھیرے ان کے اپنے دماغوں کی پیداوار ہیں وہ ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ مومن کا نور بھی اس کے دل سے پھوٹتا ہے اور اس کے آگے آگے چلتا اور اندھیری راتوں کو مومن کے لئے روشن کر دیتا ہے۔ پس یہ عجیب راتیں ہیں جن میں کچھ تو ہیں جو اندھیروں میں بھٹکتے اور مزید بھٹکتے چلے جاتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جن کے دل کا پاک باطنی کا نور ان کے چہروں پر ہویدا ہوتا ہے ان کے آگے آگے روشنی کرتا ہوا چلتا ہے۔ تو ہرگز یہ توقع نہیں ہے کہ آپ میں سے کوئی ایسا انسان ہے یعنی پاکستان کے سیاستدانوں میں سے جو تقویٰ شعاری کے ساتھ، خدا کے نام پر، صداقت کی خاطر سینہ سپر ہو جائے اور قائد اعظم کے نام کو دوبارہ اس ملک میں زندہ کر سکے۔

ہم نے اپوزیشن بھی دیکھ لی ہے اور حکومت بھی دیکھ لی ہے۔ وہ حکومت بھی دیکھ لی جو کبھی اپوزیشن تھی۔ وہ اپوزیشن بھی دیکھ لی ہے جو کبھی حکومت ہوا کرتی تھی۔ آئندہ کے بار یہ رات اور دن پلٹیں گے اللہ بہتر جانتا ہے۔ مگر کوئی بھی صداقت کے لئے روشنی کا پیغام نہیں لا سکا۔ اب جو موجودہ دور میں بات ہوئی ہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کیسے کیسے بہادر لوگ ہیں۔ جو اعلان کیا گیا تھا ایک وزیر کی طرف سے اس کی مرکزی روح یہ تھی کہ اس نام پر ہم ظلم نہیں ہونے دیں گے اور عیسائیوں سے وعدہ ہو رہا تھا احمدیوں کی تو بات ہی کوئی نہیں تھی۔ عیسائی قوموں کے آگے ہاتھ جوڑے جا رہے تھے کہ بالکل پرواہ نہ کرو۔ مجال ہے جو کسی عیسائی کے خلاف ہتک رسول کا مقدمہ دائر ہو جائے ہم یہ وعدہ کرتے ہیں۔ ہمیں اور احمدیوں کو ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ مولویوں کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں احمدیوں کو بھی کوئی انصاف کی ضمانت نہ دے دی گئی ہو اس پر جو ہنگامے انہوں نے کھڑے کئے ہیں اس پر جو ساری قوم کا حال ہوا ہے کس طرح سیاستدان اپنے پاجاموں میں کانپے ہیں اور کیسی کیسی منتیں کی ہیں اور کہا کہ خدا پناہ، انا للہ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے قادیانیوں کے حق میں انصاف کا فیصلہ! ہماری توبہ، ہماری بلا بھی نہیں ایسا کام کر سکتی اور اعلانات سے صفحوں کے صفحے اخباروں کے کالے ہوئے پڑے ہیں اور یہ مولوی ہے جو پیچھا نہیں چھوڑ رہا اور پھر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا ہے جو انصاف کی تاریخ میں کل عالم میں کہیں بھی رونما نہیں ہوا۔ نئی انصاف کی تاریخیں لکھی گئی ہیں کہ سپریم کورٹ کا گھیراؤ ملاں کر رہے ہیں کہ اگر تم نے انصاف کا فیصلہ کر دیا، یعنی یہ الفاظ اس کے اندر شامل ہیں، کہ اگر تم اس نتیجے پہ پہنچے کہ احمدیوں کو قرآن اور شریعت حق دیتے ہیں کہ ان کے خلاف ظالمانہ کاروائیاں جو قوم کر رہی ہے وہ نہ کرے تو پھر ہم تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور تم سے انتقام لیں گے اور اس کے نتیجے میں سپریم کورٹ کے یا ہائی کورٹ کے ججز کی طرف سے ظاہر ہے کوئی اعلان نہیں ہو سکتا۔ اگر ہو سکتا تھا تو وہ نہیں ہوا اور وہ یہ ہو سکتا تھا کہ اگر انصاف کا تصور اس قوم کے نزدیک یہ ہے تو یہ ہمارے استعفے ہیں۔ یہ تمہاری ردی کی ٹوکری کے لائق ہیں، جہاں چاہو پھینکو ان کو۔ مگر ہم باعزت اور باانصاف لوگ ہیں ہم ایسی قوم کی خدمت کرنے سے معذور ہیں جہاں انصاف کا یہ تصور ہو اور قوم کی نمائندگی میں برسر اقتدار آنے والی پارٹی کا یہ رد عمل ہو کہ عدلیہ گھیراؤ میں آرہی ہے اور وہ آرام سے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور منتیں کر رہے ہیں اور پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے یہ اعلان تو نہیں کر سکتے ایسی توفیق ان میں بھی کسی کو نہیں ہوئی۔ لیکن ان کے ہوم منسٹر صاحب نے (جو وزیر داخلہ ہیں انہوں نے) اعلان کیا اور عجیب اعلان ہے کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر سپریم کورٹ سے کوئی انصاف کا فیصلہ ہو گیا یعنی انصاف کے فیصلے سے مراد یہ ہے کہ یہ اس نتیجے پہ پہنچے کہ احمدی برحق ہیں، ان کا کوئی جرم نہیں ہے اور انکے خلاف مقدمات جھوٹے ہیں اگر یہ فیصلہ سپریم کورٹ نے کر دیا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ اب اس میں پیغام کیا مضمر ہے ساری دنیا دیکھ رہی ہے سن رہی ہے وہ اندازہ لگا سکتی ہے اس استعفے سے ملاں کی تسلی کیسے ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ کوئی مخفی ضمانت اس میں پوشیدہ ہو، سوائے اس کے کہ کوئی ان کہی باتیں ہوں اس کے اندر۔ ورنہ اس کے نتیجے میں ملاں کا گھیراؤ اٹھانا بالکل بے معنی بات ہے۔ تو جس قوم کے انصاف کا یہ عالم ہو اور اس طرح اس کا پول ساری دنیا میں کھل جائے اس سے مجھے یہ توقع کہ عقل کی باتیں سن کر اپنے رویہ کو تبدیل کر لیں گے، یہ محال بات ہے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں تو حق گوئی سے کام لیتا ہوں انصاف کی توقع ہو یا نہ ہو، فائدہ اٹھانے کی توقع ہو یا نہ ہو آج کل عالم میں اسلام کے تصور انصاف کو پیش کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔ پس گلف کرائسز ہو یا کوئی اور ایسا موقع ہو، یہ جانتے ہوئے کہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت ہوگی جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے معذرۃ الی اللہ۔ اللہ کے حضور معذرت پیش کرتے ہوئے ہم اپنی طرف سے اپنا فرض ادا کر دیتے ہیں اور اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے ہیں۔

پس یہ وہ مضمون ہے جس کا اگلا حصہ دینی پہلوؤں سے تعلق رکھتا ہے۔ سیاست کے متعلق میں ضمناً صرف اتنا کہوں گا کہ بار بار بعض دفعہ خدا تعالیٰ آزمائش کرتا ہے اور ایک نہیں دو بار موقع دیتا ہے۔ اور اگر بار بار ناشکری کی جائے اور ان موقعوں سے فائدہ اٹھا کر اصلاح نہ کی جائے۔ قوم کی سرداری سپرد کی جائے اور اس کے باوجود اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا جائے تو پھر خدا تعالیٰ کی عذاب کی تقدیر بھی نازل ہو جایا کرتی ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ کب تک مہلت ہے اور کب تک نہیں ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مہلت کے دن اب تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا تو یہ تھا کہ ایک ہی خطبے میں آج جلدی میں وہ ساری باتیں کہہ دوں مگر جب میں نے مضمون کو دیکھا اور اس کا احاطہ کرنے کی کوشش کی تو اتنا وسیع تھا کہ شاید دو خطبوں میں بھی پورا نہ ہو سکے شاید تین خطبوں تک یہ مضمون چل جائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ مہلت کو اتنا لمبا تو ضرور کرے کہ کوئی عقل والے جو ہیں وہ بچ جائیں۔ عوام الناس میں جو شریف طبقہ ہے ان تک آواز پہنچے وہی سمجھ جائیں۔ اور ایسا بہت سا شریف طبقہ عوام الناس میں موجود ہے جو لاعلمی کے نتیجے میں غلط کاری میں ملوث ہے تو جتنے آدمی بچ سکیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کی رحمت ہے۔ حضرت نوحؑ کو کون ناکام کہہ سکتا ہے جن کے آنے پر چند کے سوا ساری قوم کی صف لپیٹ دی گئی تھی۔ کون بدبخت ہے جو یہ کہے گا کہ نوحؑ ناکام رہا۔ نوحؑ ناکام نہیں رہے بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے قرآن نے ان پر سلامتی بھیجی ان چند آدمیوں کا بچانا بھی نوحؑ کی فتح تھی اور ان سب کا غرق ہو جانا بھی نوحؑ کی فتح تھی۔ پس سچائی اس بات سے مستغنی ہو جایا کرتی ہے کہ خدا کی تقدیر کس طرح ظاہر ہوتی ہے۔ خدا کی تقدیر سے کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا۔ مگر ان معنوں میں مستغنی ہو جاتی ہے کہ خدا کی تقدیر پر سچے لوگوں کا کوئی اختیار نہیں ہوا کرتا۔ وہ ہر تقدیر پر راضی رہنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

پس ہماری کوشش تو یہی ہے سمجھانے کے نتیجے میں، دعاؤں کے نتیجے میں۔ جہاں تک کوئی قوم سنبھل سکتی ہے سنبھل جائے لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر جو خدا کی تقدیر ہے ہم اس پر راضی ہیں اسے تبدیل کرنے کی کسی انسان میں طاقت نہیں ہے "واذا اراد اللہ بقوم سوء فلا مرد لہ ومالھم من دونہ من وال۔" (الرعد: ۱۲) کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کو اس کی بدیوں کی سزا دینے کا فیصلہ کر لیتا ہے "فلا مرد لہ" کوئی نہیں ہے جو اسے ٹال سکے۔ کوئی نہیں ہے جو اس کے سزا کے

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED CRIMPLENE, 90" PRINTED COTTON, QUILT COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS, BED SETTEE COVERS

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET,
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469

81/ 83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888 - FAX NO. 0274 720 214

فیصلے کے درمیان حائل ہو سکے "ومالھم من دونہ من وال" اور اور بھی مدد گار اس قوم کو خدا کی پکڑ سے پھر بچا نہیں سکتے۔ کہیں دنیا میں کوئی ان کا مدد گار باقی نہیں رہتا۔ تو بظاہر تو ایسے وقت کے قریب قوم کو پہنچایا جا رہا ہے لیکن اللہ بہتر جانتا ہے کہ ہماری گذشتہ گریہ وزاری کے نتیجے میں قوم کو اصلاح کا موقع اور دیتا ہے یا خدا کے نزدیک وہ حالت جا پہنچی ہے جس کے متعلق حضرت نوحؑ کو بتایا گیا تھا کہ اب ان میں جو بھی ہے وہ غلط کار لوگ پیدا کرنے والا ہے۔ اب اس قوم کو بدیوں کے گھیرے سے بچایا نہیں جا سکتا۔ تو جو بھی خدا کی تقدیر ہو گی حکمت پر مبنی ہو گی مگر جہاں تک سمجھانے کی باتیں ہیں وہ تو میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے وہ ہمارا فرض ہے اور میں سمجھاتا رہوں گا۔

توہین رسالت کی بحث میں اب میں براہ راست مذہبی پہلو سے داخل ہوتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ صرف توہین رسالت کا سوال ہے یا توہین خداوندی کا بھی کوئی سوال ہے۔ یا ملائک کی توہین کا بھی سوال ہے یا کتب کی بھی توہین کا سوال ہے۔ توہین رسالت سے صرف حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کی مذموم کوشش ہے یا دیگر انبیاء کی توہین کا بھی کوئی سوال ہے۔ یہ بھی سوال اٹھتا ہے کہ کیا وہ انبیاء جو کسی قوم کے نزدیک سچے ہیں انہی کی توہین کا مسئلہ ہے یا ان کی توہین کا بھی مسئلہ ہے جن کو لوگ جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ان کے متعلق قرآن کیا اجازت دیتا ہے؟

اگر قرآن یہ کہے کہ جن نبیوں کو تم سچا سمجھتے ہو ان کی عزت کی خاطر کھڑے ہو جاؤ اور ان کی توہین کرنے والوں کے خلاف سخت سے سخت قوانین بناؤ اور جن کو تم جھوٹا سمجھتے ہو ان کی تذلیل کی کھلی اجازت دو تو پھر ساری دنیا میں مذہب کے نام پر فساد پھیل جائے گا کیونکہ تمام دنیا میں بکثرت ایسے ہیں جو اکثر نبیوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ یہ علماء کی جہالت کی حد ہے کہ اس بات کو سمجھتے نہیں کہ اسلام کے سوا کوئی بھی ایسا مذہب نہیں جس نے تمام دنیا کے انبیاء کی عصمت کی حفاظت کی ہو اور انہیں سچا قرار دیا ہو۔ اگر ہے تو کوئی نکال کے دکھائے۔ اور ایسی جاہل قوم ہے کہ پاکستان کے علماء نے اخباروں میں جو بیان دیئے ہیں ان کی شہ سرخیاں لگی ہیں کہ صرف ایک اسلام ہے جس نے عصمت رسالت کا تصور پیش کیا ہے اور کسی قوم، کسی مذہب میں یہ تصور نہیں ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت کی بات کرتے ہیں اور باقی انبیاء کی نہیں۔ حالانکہ صرف ایک اسلام ہے جس نے تمام دنیا کے مذاہب کے نبیوں کی عصمت کا اعلان کیا ہے اور ان کی توہین کو کراہت کی نظر سے اور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ باقی سب مذاہب دوسرے تمام انبیاء کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔

اس لئے اگر علماء کی یہ مراد ہے کہ قرآن یہ کہتا ہے کہ جن کو تم سچا سمجھو ان کی توہین کے خلاف قانون سازی کرو جن کو تم جھوٹا سمجھو ان کے متعلق کھلی چھٹی دو کہ جو چاہے جتنی چاہے سربازار گالیاں دیتا پھرے تو پھر ساری دنیا میں مسلمانوں کے لئے تو موقع نہیں ہو گا لیکن تمام مذاہب کو کھلی چھٹی ہو گی کہ اسلام کے خلاف جتنی چاہیں گندی زبان استعمال کریں اور نعوذ باللہ من ذلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلاف جتنی چاہیں گندی زبان استعمال کریں اور اس پر ان کے خلاف تمہیں کوئی عذر نہیں ہو گا۔

کیونکہ قرآن کریم نے یہ مسئلہ اللہ کے حوالے سے اٹھایا ہے اور اصل بات اللہ کے حوالے سے ہی شروع ہونی چاہئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ مولوی توہین رسالت کی باتیں کرتے ہیں توہین خداوندی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اس لئے بات وہاں سے شروع ہو گی جہاں سے قرآن شروع کرتا ہے، جہاں سے عقل کا تقاضا ہے کہ بات شروع ہو۔ انبیاء کوئی عزتیں گھر سے تو نہیں لے کے آئے، انبیاء کو تو تمام تر عزت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوئی ہے۔ اگر اللہ ہی کی عزت باقی نہ رہے تو انبیاء کی عزت کو کسی نے کیا کرنا ہے۔ اس لئے بات اللہ کے حوالے سے شروع ہو گی۔

پہلا سوال یہ اٹھتا ہے اور قوم کو چونکہ علم نہیں کہ مذہب کیا ہے یا قرآن کیا کہتا ہے۔ اس لئے میں ان کو یہ حوالہ دے کر سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کو کم سے کم مولویوں سے یہ پوچھنا تو چاہئے کہ اللہ کی عصمت کا بھی قرآن کریم میں کہیں ذکر ہے کہ نہیں؟ کہیں اللہ کی توہین کا مضمون بھی بیان ہوا ہے کہ نہیں؟ اگر ہوا ہے تو دکھاؤ کہاں ہوا ہے! اور پھر وہاں وہ جگہ بھی بتاؤ جہاں اس کے خلاف کسی سزا کا اعلان کیا گیا ہو۔ یہ سوال کیوں نہیں اٹھایا جاتا!؟ اسمبلی کے کسی ممبر نے کسی ملاں سے مڑ کے یہ سوال نہیں کیا لیکن ملاں نے تو آپ کو جواب نہیں دینا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ کتنا عظیم جواب ہے اس سوال کا۔ اس سوال کا بھی حل آگیا جو میں نے فرضی طور پر اٹھایا تھا کہ کسی کو سچا سمجھو تو عزت کرو یا جھوٹا سمجھنے کے باوجود بھی تمہارا فرض ہے کہ عزت کرو اور قوم کا دل نہ دکھاؤ۔ قرآن کریم اللہ کے حوالے سے یہ مسئلہ اٹھا رہا ہے۔ فرماتا ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تمہیں ہم اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتے کہ ان جھوٹے خداؤں کو گالیاں دو جن کو وہ خدا کے سوا معبود بنائے بیٹھے ہیں یہ اللہ کی تعلیم ہے۔ اس کے مقابل پر ملاں کی بدبخت تعلیم کے منہ پر تھوکنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ کتنی عظیم تعلیم ہے۔ مسلمانوں کو روکا جا رہا ہے کہ تمہارا فرض ہے کہ جس کو کوئی خدا سمجھتا ہے اس سے بحث نہیں ہے کہ وہ سچا ہے کہ جھوٹا ہے، ہم جانتے ہیں کہ وہ جھوٹا ہے، ہم تمہیں اجازت نہیں دیتے کہ ان جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں دو۔ نتیجہ پھر کیا نکلے گا فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ پھر ان کو حق حاصل ہو جائے گا کہ وہ اللہ کو گالیاں دیں اور علم نہ ہو کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ پس روکا ہے تو مسلمانوں کو روکا ہے۔ غیروں کو نہ روکا ہے نہ ان کے لئے کوئی سزا مقرر فرمائی ہے بلکہ یہ کہا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو غیروں کو حق حاصل ہو جائے گا۔ ایک عقلی انسانی سطح پر حق حاصل ہو جائے گا کہ وہ بھی جوابی کاروائی کریں تم جھوٹے خدا کو گالیاں دے کر اپنے منہ گندے کرو گے اور اس سے ان خداؤں کو کچھ پہنچے گا بھی نہیں۔ وہ ہیں ہی نہیں۔ جو فضا میں چیز ہی نہیں اس پر فائر کرنے سے وہ مرے گی کہاں سے۔ لیکن تم اپنے خدا پر وہ فائر کروا لو گے۔ اسے ان کی بدبختیوں کے تیروں کا نشانہ بنا دو گے۔ پس کتنی پاکیزہ، کتنی گہری، کتنی عقل پر مبنی تعلیم ہے۔ نہ قوم کو پتہ، نہ مولویوں سے اس قسم کے سوال کئے جاتے ہیں بلکہ ڈر کے مارے جان نکلی جاتی ہے۔ اوہو! ہو! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کی اور رسولوں کی عزت کا معاملہ ہو اور ہم کوئی اور کاروائی کر بیٹھیں۔ پتہ ہی نہیں عزت ہوتی کیا ہے۔ پتہ نہیں قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ اللہ کے حوالے سے بات شروع ہونی چاہئے قرآن نے اللہ ہی کے حوالے سے بات شروع کی ہے اور یہ تعلیم دی ہے اب یہ سوال ہے کہ ہیں تو وہ جھوٹے، ہم تو جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں، تو پھر خدا یہ کیوں کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کہنا۔ وجہ بیان فرمائی كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ کہ تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ نفسیاتی لحاظ سے ہر شخص اپنے اعمال کو اچھا سمجھ رہا ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو جھوٹے خداؤں کی عبادت کرتے ہیں ان کے دل میں واقعی ان خداؤں کی محبت ہوتی ہے اور ہر شخص اپنے عمل اور اپنے عقیدے کو خوبصورت بنا کے دیکھ رہا ہوتا ہے پس اگر وہ لوگ جو ان کو بدنظر سے دیکھتے ہیں یا حقیقت میں مکروہ سمجھتے ہیں وہ ان پر کھلے حملے کرنے شروع کریں تو مذہب کی دنیا میں ایک عام خانہ جنگی شروع ہو جائے گی جس کا کوئی نیک انجام نہیں ہو سکتا۔ تو پھر حل کیا ہے؟ فرمایا ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ گھبراہٹ کیا ہے، جلدی کیا ہے۔ تم سب نے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ ان سب کا بالآخر انجام یہ ہے کہ خدا کے حضور لوٹائے جائیں گے فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴿۱۰۹﴾ وہ ان کو بتائے گا کہ ان کے اعمال کیسے تھے، حسین تھے یا بد تھے۔ پس اگر خدا نہیں ہے تو پھر مولویوں کی جلدی اور گھبراہٹ قابل فہم ہے۔ پھر اس دنیا میں اگر ان کی سزا سے کوئی بچ کے نکل گیا تو پھر کسی کے ہاتھ بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے ان کی گھبراہٹ واقعتاً قابل فہم ہے جب خدا ہے ہی کوئی نہیں تو جو سزا دینی ہے اس دنیا میں دے لو مرنے کے بعد پھر کیا ہونا ہے۔ لیکن اگر خدا ہے اور خدا ہے اور خدا ہی کے نام پر سارے قصے ہیں تو پھر انسان کو کسی گھبراہٹ اور تکلیف کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایسے بدبخت کو خدا خود سزا دے گا جو اللہ تعالیٰ کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس ساری آیت میں کہیں اشارۃً یا کنایۃً بھی بندوں کو اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ قانون اپنے ہاتھ میں لے کر اللہ کی ناموس کے نام پر ایک دوسرے پر تلوار چلانا شروع کر دیں۔

اب چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اور ریڈیو والے شکایت کرتے ہیں کہ آپ اگر وقت پر خطبہ ختم نہ کریں تو ٹیلی ویژن کا وقت تو لمبا ہے ریڈیو کا صرف ایک گھنٹے کا ہے اور عین اس وقت جب کہ بات آخر پر پہنچی ہوتی ہے ہم محروم رہ جاتے ہیں۔ تو اس لئے میں نے سوچا تھا کہ عین وقت پر آج ختم کروں گا۔ چونکہ مضمون بہت لمبا ہے ہو سکتا ہے آئندہ ایک دو یا شائد تین خطبوں تک بھی مضمون چل جائے۔ لیکن ایک دفعہ میں مضمون کے ہر پہلو کو اس طرح خوب کھول کر، نتھار کر قوم کے سامنے پیش کر دینا چاہتا ہوں اس کے بعد پھر ان کا خدا کے ساتھ معاملہ ہو گا اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور بری الذمہ ٹھہریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تیری صورت کو سامنے پا کر
بے قراروں کو کچھ قرار آیا
تیری خوشبو رچی ہے ہر جانب
ہر طرف موسم بہار آیا

(سیدہ منیرہ ظہور)

پر آؤں۔ ربوہ سے واپسی پر وہاں کی پولیس نے آپ سے کہا کہ آپ اپنی زمینیں فروخت کر کے کہیں اور چلے جائیں کیونکہ پہلے ہی آپ کے رشتہ دار بھائی کو شہید کیا جاچکا ہے۔ ہم مولویوں کی وجہ سے مجبور ہیں اور ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ آپ نے کہا کہ احمدیت کی مخالفت تو ہر جگہ ہے اور دشمن ہر جگہ موجود ہے۔ اگر شہادت ملنی ہے تو یہ کہیں پر بھی مل سکتی ہے۔

آپ کے چار بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں۔ دو بیٹے سکول جاتے تو مولویوں کے کہنے پر ان کو کچھ لڑکے پتھر مارتے اور گالیاں دیتے اور سکول کے اساتذہ بھی مذہبی مخالفت کی بناء پر زیادہ سختی کرتے۔ ان حالات میں تعلیم حاصل کرنا بہت مشکل تھا۔ اکثر گروہوں کی شکل میں لڑکے آتے اور گھروں پر فائرنگ کرتے۔ دشمن چھپ کر کھیتوں کا پانی بند کر دیتے۔ کھیتوں کو آگ لگادیتے یا کاٹ کر لے جاتے تاکہ ان کا ذریعہ معاش ان پر تنگ کیا جائے اور وہ احمدیت کو چھوڑ جائیں لیکن ان کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ اس ناکامی پر وہ مخالفت میں اور بھڑک اٹھتے۔

ایک رات دروازہ کھٹکنے پر جیٹھ کا بیٹا سعید باہر گیا۔ جب دیر تک واپس نہ آیا تو آپ کے شوہر قریشی محمود احمد باہر گئے۔ دیکھا کہ دو آدمی لوہے کی موٹی سلاخ سے سعید کو مار رہے ہیں۔ انہیں لوگوں کو قریشی صاحب کو شہید کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ ایک طرف گندم کاٹ کر رکھی ہوئی تھی۔ اس کو مولویوں کے آدمیوں نے آگ لگادی۔ مولوی بازار میں لوگوں کو بھڑکاتے کہ محمود قادیانی کو قتل کرنا واجب الثواب ہے۔ پھر ساتھ ہی کہتے کہ دیکھو قادیانی کتنے ڈھیٹ ہیں ہم انہیں اتنا زیادہ تنگ کرتے ہیں مگر یہ قادیانی اپنے دین کی خاطر مرتے جاتے ہیں اور مذہب نہیں چھوڑتے۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر نے دین کی خاطر مرنا قبول کرلیا۔ مگر دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھا۔ آخر رمضان کا مہینہ آگیا۔ مخالفت زوروں پر تھی۔ مولوی مساجد میں غلیظ زبان استعمال کرتے۔ جب انہوں نے سب حربے آزمالئے اور انہیں سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو آخر ایک رات وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہوگئے۔ ۲۹ جولائی ۱۹۸۵ء کی شام سات بجے جب ایک ہندو دوست کے کام کے لئے باہر جانے لگے تو آپ کی اہلیہ نے کہا کہ واپسی پر راستہ بدل لیا کریں کیونکہ دشمن تاک میں رہتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ جو رات مجھے قبر میں آنی ہے وہ باہر نہیں آسکتی۔ جب تک میری زندگی خدا نے لکھی ہے وہ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

ایک دن ایک دوست کو ملنے گئے آپ کا چودہ سالہ بیٹا بھی ساتھ تھا۔ واپسی پر تین آدمیوں نے اچانک ایک گلی سے نکل کر آپ پر حملہ کر دیا اور فائر کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ بتاتی ہیں کہ بچیوں کا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے کہ ہمارے والد نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا ہے ورنہ موت تو ایک اٹل حقیقت ہے جس کو کوئی بھی ٹال نہیں سکتا۔

حضور نے ان دردناک واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ رخسانہ طارق صاحبہ جولائی ۱۹۸۶ء میں عید کے دن شہید ہوئیں۔ رخسانہ کے والد صاحب بتاتے ہیں کہ شادی سے چند دن قبل اس نے ایک خواب دیکھی کہ "میں اپنے کمرے میں بیٹھی ہوں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے ہیں اور کمرہ کے باہر کی طرف کھڑکی کے راستے میرے سر پر ہاتھ پھیرا ہے جیسے بزرگ بچوں سے پیار کرتے ہیں"۔ یہ خواب بیان کر کے وہ بہت خوش ہوتی تھی۔

رخسانہ کے شوہر لکھتے ہیں کہ ایک عجیب بات میں نے رخسانہ میں دیکھی وہ شادی کے چند دن بعد ہی اپنا جہیز بانٹنے لگی۔ مجھ سے اجازت لے کر سامان غریب لڑکیوں کے جہیز میں دینا شروع کر دیا۔ پوچھنے پر کہنے لگی کہ میں نے اپنی امی جان سے کہا تھا کہ مجھے صرف دو چارپائی وغیرہ دے دیں۔ زندگی ایسی ہی فانی چیز ہے۔ کیا بھروسہ ہے۔ جتنی بھی غریبوں کی خدمت کرلوں مجھے راحت نصیب ہوتی ہے۔ طارق صاحب بتاتے ہیں کہ غریبوں کی خدمت کر کے اس کے چہرے پر اتنی خوشی ہوتی تھی جیسے سورج نکل آیا ہو۔

جولائی ۸۶ء میں وہ عید کا دن تھا۔ رخسانہ نے عید پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ طارق کے بڑے بھائی (جو کہ غیر احمدی تھا) نے مخالفت کی اور ڈانٹ کر منع کر دیا۔ وہ طارق سے کہنے لگی ہم ربوہ چلے جاتے ہیں اور وہاں اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔ یہ پابندی اس پر بہت گراں تھی۔ پھر وہ پرانے کپڑوں میں ہی عید کی نماز پر گئی۔ حالانکہ شادی کے بعد یہ اس کی پہلی عید تھی۔

عید کی نماز میں وہ بہت روئی اور گھر واپس آتے ہوئے بہت خوش تھی۔ سب کے لئے ناشتہ تیار کیا۔ ان کے خاوند بتاتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ آج اتنی خوش کیوں ہے۔ وہ گھر میں سب کو خوشی خوشی ملی۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ یہ اسکے آخری لمحات ہیں۔ طارق کا بڑا بھائی گھر آیا۔ رخسانہ پر گولی چلائی اور وہ شہید ہوگئی۔

طارق صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اکثر کہا کرتی تھی کہ جب میں اللہ کو پیاری ہو جاؤں تو مجھے پہاڑوں کے قریب دفن کرنا چنانچہ ربوہ کے پہاڑوں کے دامن میں ہی دفن ہوئیں۔

محترمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مقبول احمد صاحب شہید بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر مقبول احمد صاحب نے ۱۹۶۷ء میں بیعت کی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد مولوی آپ کو بہت تنگ کرتے تھے اور دھمکیاں دیتے تھے۔ رات کو گھر میں پتھر وغیرہ پھینکتے اور دروازے کھٹکھٹاتے تھے۔ آپ کا لکڑی کا آرا تھا۔ ایک دن ایک نقاب پوش شخص لکڑی خریدنے کے بہانے آیا اور خنجر نکال کر آپ پر پے در پے وار کئے اور آپ کو شہید کر دیا۔

شوہر کی شہادت کے بعد سسرال والوں نے کہا کہ احمدیت چھوڑ دو تو ہم تمہیں پناہ دیں گے۔ دشمن بھی دھمکیاں دیتے تھے کہ احمدیت چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ ہم تمہیں سینے سے لگائیں گے لیکن آپ نے ان کی سب باتوں کو رد کر دیا اور کسی قیمت پر احمدیت کو چھوڑنا گوارا نہ کیا جس کی خاطر آپ کے شوہر نے جان دی تھی اور آپ اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار تھیں۔

مکرمہ مریم سلطانہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے خاوند اور چار بچوں کے ساتھ ضلع کوہاٹ کے علاقہ ٹل میں مقیم تھی۔ اس علاقہ میں کوئی احمدی گھرانہ نہ تھا۔

۱۹۵۳ء کے فسادات میں وہاں مخالفت کی آگ بہت بھڑک اٹھی۔ مخالفین میرے خاوند کو دھوکہ دے کر لے گئے اور غیر علاقہ میں لے جاکر شہید کر دیا۔ جب آپ کو شہادت کی خبر ملی تو ارد گرد کوئی بھی آپ کا دوست نہ تھا، سب مخالف تھے۔ اپنے آپ کو دلاسا دیا اور ہمت کر کے بچوں کو خدا کے سپرد کر کے اپنے میاں کی لاش لینے نکل کھڑی ہوئیں۔ جس قسم کے حالات تھے لاش کا ملنا ممکن نہ تھا۔ آپ لاش تلاش کرتی پھرتی تھیں اور شہر کے لوگ ان کے شوہر کے قتل پر خوشیاں منا رہے تھے۔ آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ کوئی آپ کے غم میں آپ کا ساتھی نہ تھا۔

آخر آپ نے نعش حاصل کرلی اور ٹرک کا انتظام کیا۔ نعش کو ٹرک میں رکھ کر چاروں بچوں کو لے کر ربوہ کے لئے روانہ ہوگئیں۔ آپ سسکیوں اور آہوں اور زیر لب دعائیں کرتی رہیں۔ لوگ آپ کا بلند عزم و حوصلہ اور صبر و تحمل دیکھ کر حیران ہوتے تھے۔

آپکے شوہر کی دکان لوٹ لی گئی۔ قاتل وہاں دندناتا پھرتا تھا لیکن کوئی بھی اسے پکڑنے والا نہ تھا لیکن خدا کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے۔ یہ پاگل ہوگیا اور دیوانگی کی حالت میں گلیوں میں نیم برہنہ پھرتا اور کچھ عرصہ نظر آنے کے بعد کہیں گم ہوگیا اور وہ شخص جو مریض دکھانے کے بہانے ڈاکٹر صاحب مرحوم کو بلانے آیا تھا وہ بھی اپنے بھائی کے ہاتھوں بیوی بچوں سمیت قتل ہوگیا۔

حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ظالموں کی پکڑ ضرور ہوتی ہے خواہ ہم ان باتوں کا تتبع کریں یا نہ کریں۔ جماعت کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں سے خدا نے جو سلوک کیا اور ان کے دشمنوں سے جو سلوک کیا اس پر نظر رکھیں اور تحقیق کے ذریعہ مستند واقعات محفوظ کئے جائیں۔

پھر حضور نے محترمہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر منور احمد صاحب شہید سکرنڈ کا واقعہ بیان فرمایا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی شہادت سے قبل انہوں نے خواب دیکھا کہ "میری سونے کی چوڑیوں میں سے ایک چوڑی ٹوٹ کر گر گئی ہے اور ساتھ ہی بہت بڑا ہجوم ہے اور عورتیں باری باری میرے گلے لگ کر رو رہی ہیں اور میں سمجھ نہ سکی کہ وہ کیوں رو رہی ہیں"۔ صبح کو اٹھ کر پریشان رہی۔ صدقہ بھی دیا مگر یوں محسوس ہوا کہ جسم سے جان نکل گئی۔

ڈاکٹر صاحب کو خواب سنائی تو کہنے لگے اللہ پر بھروسہ رکھو۔ جو رات قبر میں آنی ہے وہ ہرگز باہر نہیں آئے گی۔ بہت بہادر تھے اور کہا کرتے تھے کہ شہادت ہر کسی کو نہیں ملتی۔ یہ نصیبوں والوں کا حصہ ہے۔ کاش یہ رتبہ مجھے بھی نصیب ہو۔

سکرنڈ کے حالات زیادہ خراب ہوئے تو مجھے کہنے لگے کہ ربوہ چلی جاؤ مگر میں نہ مانی اور کہا کہ آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ جب شہادت کا دن آیا تو کلینک میں دو آدمی آئے اور آپ کو گولی مار کر شہید کر دیا۔

بیان کرتی ہیں کہ شدید گرمی میں پونے تین بجے کے قریب تینوں بچے سوئے ہوئے تھے کہ اچانک اٹھ کر چیخیں مارنے لگے۔ میں پہلے ہی بے چین تھی کہ اتنے میں کمپونڈر روتا ہوا آیا اور بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کو کسی نے گولی مار دی ہے۔ بہت ہجوم اکٹھا ہوگیا۔ پولیس آئی اور لاش لے گئی۔ ایک غم کا پہاڑ مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ بڑی تکلیف میں یہ دن کٹے۔ بچے کہتے کہ ابو کو کس نے گولی ماری؟ کیوں ماری؟ میں ان کو گولی مار دوں گا۔ ایک بچہ کہتا ہے کہ وہاں اور لوگ بھی تو تھے انہوں نے ہمارے ابا ہی کو کیوں مارا؟ میں انہیں سمجھاتی ہوں کہ ان کو شہادت کا شوق تھا وہ انہیں نصیب ہوگیا۔

مکرمہ ثریا صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ وہ گوجرانوالہ میں علی پور میں رہتے تھے۔ ۱۹۷۴ء کے ہنگاموں میں جب وہاں پر جلوس آیا تو ایک رات پانچ چھ آدمی ہمارے گھر آگئے۔ میری تائی جان نے ان سے کہا تم کیا چاہتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے گھروں کو اور تم لوگوں کو جلانا چاہتے ہیں۔ اس پر میری تائی جان نے کہا کہ بے شک ہمارے گھروں کو جلادو لیکن ہمیں یہاں سے نکل جانے دو۔ اتنے میں میرے بہنوئی عنایت محمد صاحب بھی آگئے۔ انہوں نے میرے بہنوئی اور میرے والد غلام قادر صاحب کو پکڑ لیا۔ میرے سامنے ان کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے، اکیلی عورت تھی کچھ نہ کر سکتی تھی اور میرے دیکھتے دیکھتے ان ظالموں نے ان دونوں کو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ اللہ نے مجھے صبر کی توفیق بخشی، دو ماہ بعد میری والدہ بھی وفات پاگئیں۔

SELF SERVICE/
COIN OPERATED
LAUNDERETTE AND DRY
CLEANING FACILITIES
J & L LAUNDERETTE
159 PARK ROAD
KINGSTON UPON THAMES

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

بہت تکلیف دہ حالات تھے۔ اللہ نے ہر موقع پر ثابت قدم رکھا۔

محترمہ امتہ اللہ صاحبہ اور امتہ الرشید صاحبہ بنت ڈاکٹر عبدالقدیر جدران صاحب شہید بیان کرتی ہیں کہ ۱۹۸۴ء میں جب حالات خراب ہوئے تو آپ کو کئی دفعہ دھمکی آمیز خطوط آئے کہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے لیکن آپ کو ان دھمکیوں سے کوئی خوف اور ڈر نہ تھا بلکہ نماز تہجد میں شہادت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ آخر ایک روز ایک شخص مریض بن کر آیا اور مسیحا کی جان لے لی۔ اس نے کئی فائر کئے اور ڈاکٹر صاحب نے اسی وقت شہادت کا عظیم درجہ حاصل کر لیا۔

آپ آب زم زم سے دھلے ہوئے دو کفن مکہ سے لائے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ اس میں ان کو کفنایا جائے۔ اصولاً شہید کو کفن نہیں دیا جاتا مگر ڈاکٹر صاحب کے کپڑے خون میں لت پت تھے جو پولیس نے لے لئے اور ڈاکٹر صاحب پر وہی کفن والی چادر ڈال دی گئی۔

مکرمہ امتہ الحفیظ شوکت صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر انعام الرحمٰن صاحب انور شہید بیان کرتی ہیں کہ جب ایک دن لوگوں نے آپ کو حالات خراب ہونے اور اس کے نتیجہ میں خطرات سے آگاہ کیا تو آپ نے یہ کہہ کر علاقہ چھوڑنے سے انکار کر دیا کہ پھر تو یہ علاقہ احمدیت سے خالی ہو جائے گا۔ آپ کے تمام بہن بھائیوں اور عزیزو اقارب نے بھی سندھ چھوڑنے کا مشورہ دیا مگر اس وقت بھی حامی نہ بھری بلکہ کہنے لگے کہ شائد سندھ کی سرزمین میرا خون مانگتی ہے اور پھر سینے پر ہاتھ مار کر کہنے لگے کہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔

ڈاکٹر صاحب مجھے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ جیسی دردمند، محبت کرنے والی اور دین کی راہوں پر قدم مارنے والی ساتھی عطا کر دی ہے۔ آخری دن جب ہم دونوں بازار گئے ہوئے تھے تو ایک دوکان پر مجھے انتظار کرنے کے لئے کہا اور ساتھ ہی ایک سٹول لا کر دیا کہ آپ یہاں بیٹھیں۔ یہ گوارا نہ تھا کہ میں کھڑی ہو کر بے آرامی میں انتظار کروں۔ ساتھ ہی گوشت کی دکان تھی۔ ڈاکٹر صاحب گوشت لے کر پیسے نکالنے لگے تو پیچھے سے اچانک دشمنوں نے حملہ کر دیا اور آپ موقعہ پر ہی شہید ہو گئے۔ آپ کی لاش خون میں لت پت تھی۔ ان کی شہادت کا منظر بڑا دردناک تھا۔ میرے سامنے تڑپتے تڑپتے جان دی۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے صبر کی توفیق بخشی۔

حضور نے فرمایا یہ وہ داستانیں ہیں جن سے احمدیت زندہ ہے۔ شہید خود بھی زندہ ہوتے ہیں اور ان قوموں کو بھی زندہ کر جاتے ہیں جن سے وہ وابستہ ہوتے ہیں۔ انکی زندگی کی گواہی جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے اس کے ہم سب گواہ ہیں۔ حقیقت میں شہیدوں کی زندگی سے قومیں زندگی پایا کرتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہر وقت میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مردوں اور بچوں اور عورتوں کو مزید ابتلاؤں سے بچائے اور بغیر ابتلاؤں ہی کے اجر کا ایک لامتناہی سلسلہ عطا فرمادے مگر انسان کی سوچ ناقص ہوتی ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب جماعت کو شہادتوں کی ضرورت ہے اور کب جماعت کو غازیوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ پس جب بھی اس کی تقدیر ایک فیصلہ فرمائے گی وہ فیصلہ بہر حال جاری ہو گا اس لئے میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ آپ کی ان پاک خواتین نے جو آپ سے پہلے ان مصیبتوں سے گزری ہیں انہوں نے آپ کے لئے ایک راہ عمل معین کر دی ہے۔ وہ زمین پر چلنے والی ایسی تھیں کہ آسمان پر کہکشاں کی طرح ان کے قدموں کے نشانات ہمیشہ تاریخ میں روشن رہیں گے۔ اگر ایسے واقعات پھر رونما ہوں تو میری نصیحت یہ ہے کہ دنیا چند روزہ ہے جو کچھ بھی ہو جائے اپنے ایمان کو سلامت رکھتے ہوئے خدا کے حضور حاضر ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ جو شہید کا مرتبہ پانے والے ہیں وہ کبھی مر نہیں سکتے۔ آسمان کا خدا گواہ ہے کہ آپ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اور آپ ہی کی زندگی سے آپ کے بعد پیچھے رہنے والی قومیں زندہ رہیں گی اور اسی کا فیض پاتی رہیں گی۔

حضور انور نے فرمایا اس ضمن میں آخری نصیحت یہ کرتا ہوں کہ آج جو تبلیغ کا دور ہے اس میں جیسا کہ حیرت انگیز طریق پر احمدی خواتین قربانیاں پیش کر رہی ہیں اس راہ میں قدم آگے بڑھاتی رہیں کیونکہ وہ لوگ جو داعی الی اللہ ہوتے ہیں انکی غیر معمولی حفاظت کے سامان آسمان سے اترتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ دعوت الی اللہ کی راہ میں بھی شہادت واقع ہو جاتی ہے اس کے نتیجہ میں دعوت الی اللہ سے نہیں رکنا۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اگر دعوت الی اللہ میں اسی طرح بڑھتی رہیں گی تو اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے گا۔ میری دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان زندوں کو بھی شہادت کے رتبے عطا فرمائے جو خدا کی راہ میں اپنی جان ہتھیلی پر ڈال کر خدا کی خاطر خطروں کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے نکل کھڑی ہوں۔ حضور نے بتایا کہ اس سے پہلے کبھی احمدی خواتین نے اتنی بیعتیں نہیں کروائی تھیں جتنی وہ اب کروا رہی ہیں۔ اللہ آپ کو عظیم سعادتوں کی توفیق بخشے۔ خدا کرے کہ آپ کی روشنی سے آئندہ سو سال ہی کی نہیں آئندہ ہزارہا سال کی احمدی تاریخ روشن ہو جائے۔

ہمیں یاد رکھنا! — ہمیں بھول نہ جانا!

(طارق محمود احمد بی۔ ٹی۔ لندن)

سابق یوگوسلاویہ اور ہنگری کے کامیاب دورہ (ماہ فروری ۱۹۹۴ء) کے بعد [جس کا مختصر تذکرہ الفضل کے ۲۱ و ۲۲ شمارہ میں ہو چکا ہے] اسی سلسلہ میں مارچ ۱۹۹۴ء میں ایک اور دورے کا اہتمام کیا گیا۔ اس دورے کا اولین مقصد یہ تھا کہ ہم جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے اپنے بوزنین عزیزان کو عید کے مبارک موقعہ پر کچھ تحائف پیش کریں جو کہ (Nagyatad) کے مہاجر کیمپ میں مقیم ہیں۔

جونہی ہم مہاجر کیمپ میں پہنچے وہاں کے بچوں نے ہمارا والہانہ استقبال کیا۔ افسران بالا نے بھی ہمیں خوش آمدید کہا۔ انہوں نے ہمیں تمام مہاجرین کی ایک جامع اور مفصل فہرست بھی عنایت کی اور اپنے کارکنان کو ہدایات دیں کہ وہ اپنے اپنے جائے وقوع پر وفد کے ممبران کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں۔ اور بوقت تقسیم تحائف ہماری مدد کریں۔ وقف عارضی کے ممبران میں سے ہر ممبر نے یہ کوشش کی کہ موجود مہاجرین سے فرداً فرداً ملاقات کی جائے اور اس سے رابطہ قائم کیا جائے۔ اللہ کے فضل سے ایسا ہی ہوا۔

میں تصور میں بھی یہ باور نہیں کر سکتا کہ ہم نے کسی سابقہ موقع پر اتنے تھوڑے وقت میں اتنے بہت سے لوگوں سے ملاقات کی ہو۔ جب ہم تقسیم تحائف میں معروف تھے تو ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی بلکہ اصرار تھا کہ ہمہ وقت ان کے ساتھ رہیں۔ انہیں محبت اور دلداری کی اشد ضرورت ہے۔ ان کی پر خلوص دعوتوں کو قبول نہ کرنا اور معذرت کرنا ہمارے لئے بہت دشوار تھا۔ پھر بھی مناسب الفاظ میں شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم معروف کار رہے۔ اور جماعت کی روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے منصفانہ رنگ میں کام جاری رکھا اور یہ کام بلاامتیاز مذہب و ملت سرانجام پایا۔

تقسیم تحفہ جات کے بعد بقیہ ایام ہم نے بوزنین خاندان کے افراد کے ساتھ گزارے تاکہ ان کی داستان غم سن کر ان کے بوجھ کسی حد تک ہلکے کر سکیں۔ اور اخلاقی طور پر ہی ان کے معاون اور مددگار ہوں۔ گو ان کی داستانیں ہمارے لئے بہت صبر آزما تھیں۔ لوگ بار بار ان پیاروں کا ذکر کرتے جو اپنی جان گنوا بیٹھے تھے اور جہاں قوم انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے اپنے بنیادی حقوق سے محروم کر دی گئی تھی۔ مگر ان تمام انسانیت سوز مظالم کے باوجود مہاجر تھے کہ ان کی دلی تمنا تھی کہ وہ کسی طرح پھر اپنے وطن بوزنیا واپس لوٹ جائیں۔

ہمارے لئے یہ امر یقیناً باعث عزت تھا جب ہم سے کہا گیا کہ جمعہ پر حاضر ہونے والوں سے خطاب کریں۔ اس زریں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے، جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے اور اپنی طرف سے انہیں "عید مبارک" کہا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

یہ رپورٹ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتی جب تک میں انمٹ یادوں پر مشتمل ذاتی واقعہ کا ذکر نہ کروں۔ یہ میرا ذاتی واقعہ ہی نہیں بلکہ یہ تمام جماعت کے لئے باعث تحسین ہے جنہوں نے مہاجر کیمپ کا دورہ کیا۔ دورہ اول سے ہی "جواد" اور میں رشتہ دوستی میں منسلک ہو گئے اور اسلام اور احمدیت پر سیر حاصل گفتگو کرتے رہے اور ہم نے ایک دوسرے سے بذریعہ خطوط اور ٹیلیفون رابطہ قائم رکھا اور جب میں دوبارہ گیا تو مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہم برسوں سے ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ایک روز جب میں شام کو لندن سے فون کا منتظر تھا اور اگلے روز مجھے کیمپ سے روانہ ہونا تھا تو میں نے "جواد" سے برسر تذکرہ یہ پوچھا کہ جواد تم جماعت کی کاوشوں کو کیمپ میں زندہ رکھنے کے لئے کیا مدد کر سکتے ہو؟ دوران گفتگو یہ بات کہ جماعت احمدیہ کے عقائد کیا ہیں منظر عام پر آ چکی تھی اور پھر میں نے جواد سے پوچھا کہ اس نے احمدی مسلمانوں کو کیسے پایا؟ تو اس نے بتایا کہ اس کے دل پر جماعت کے کاموں اور نیک سلوک کا بہت گہرا اثر ہے۔ یہ حقیقت ہم کیسے بھول سکتے ہیں کہ آپ نے دورہ اول (کیمپ) کسی ظاہری دکھاوے کے لئے نہیں کیا تھا اور اب اس تھوڑے ہی عرصہ بعد تمہارا دورہ ثانی بہت سے حقائق پر مبنی ہے اور یہ کہتے کہتے اس (جواد) نے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ اس کے نزدیک یہ عقیدے کی تبدیلی نہیں ہو گی بلکہ یہ حقیقی اسلام کے قبول کرنے کی گھڑی ہے اور میرے لئے۔ میرے لئے یہ قول سچ ثابت ہو رہا تھا۔ کہ "انسان کا عمل اس کے قول سے کہیں زیادہ بولتا ہے"۔ علاوہ ازیں دعا کی طاقت ظاہر اور نمایاں تھی کہ "دعا" کس کس رنگ میں انسانی کوششوں کو باثمر کرتی ہے اور اس وقت کا وہ لمحہ میرے دل پر نقش کر گیا جب جواد نے کہا کہ "میرے بھائی میں نے خدا تعالیٰ سے راہنمائی چاہی کہ مجھے صراط مستقیم دکھائے۔ .... آج مجھے وہ صراط مستقیم نظر آ گیا ہے"۔

اور اس طرح ایک اور دورہ اپنے حسین اور کامیاب اختتام کو پہنچا الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

انگلستان پہنچنے کے بعد مجھے "محمد" اور "مورلیس" کا فون آیا — کیا فون آیا؟ کہ وہ دونوں بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں (ثم الحمد للہ)۔

کیمپ کو الوداع کہنا — میری زندگی کا انتہائی جذباتی تجربہ تھا اور مجھے یقین کامل ہے کہ ایسے ہی جذبات ان سب ساتھیوں کے تھے جنہوں نے وہاں کا دورہ کیا۔ یادیں کبھی نہیں مٹتیں بلکہ دماغ کے رگ و ریشہ میں سما جاتی ہیں، راسخ ہو جاتی ہیں۔ بوڑھے چہروں پر درد و کرب کے نشان اور جوان والدین کے چہروں پر پریشانی کے سائے اور بوزنین بچوں کے نہ مٹنے والے الوداعی سلام اور ان کی معصوم مسکراہٹیں — جو کہ فولادی دلوں کو پگھلا پگھلا دیں۔ اشکبار آنکھیں۔ نہ صرف ان لوگوں کی اشکبار آنکھیں جو کہ جنگ بوسنیا کے مارے ہوئے تھے۔ بلکہ وہ آنکھیں بھی آنسو بہا رہی تھیں جو ان سے — اپنے پیاروں سے — خدا حافظ کہہ رہی تھیں۔ وہ دکھیارے اور رنج و الم سے بھرپور دل — بچوں کے معصوم اور نازک دل — ہم سے صرف یہ دو باتیں کہہ رہے تھے کہ — ہمیں یاد رکھنا، ہمیں یاد رکھنا، کبھی بھول نہ جانا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیتا چلا جائے کہ ہم اسلام اور احمدیت کے علم کو بلند سے بلند تر کرنے والے ہوں اور تمام جہان اور انسانیت کی خدمت اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ کر سکیں۔ اور ہماری عاجزانہ کوششیں باثمر ہوں۔ آمین۔

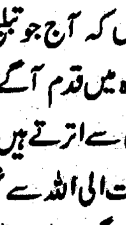
Earlsfield Properties

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS

TJ AUTO SPARES

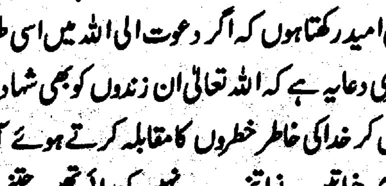

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

(بقیہ از شمارہ گذشتہ)

[جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۲۹ویں جلسہ سالانہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب میں حضور نے گستاخ رسول کی سزا موت تجویز کرنے والے علماء کے خیالات کا قرآن و سنت اور تاریخ اور عقل کی روشنی میں تجزیہ کرتے ہوئے ٹھوس اور مدلل رد پیش فرمایا۔ خطاب کے ایک حصہ کا خلاصہ گزشتہ شمارہ میں شائع ہوچکا ہے بقیہ خطاب کا خلاصہ درج ذیل ہے۔]

حضور نے فرمایا کہ پھر گستاخی کا کیا مطلب ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا یقین کرنا گستاخی ہے کہ نہیں؟ کیا یہودی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مانتے ہیں؟ ان کا مذہب ان کو مجبور کرتا ہے یہ کہنے پر کہ آنحضرتؐ مفتری ہیں (نعوذ باللہ)۔ جیسا کہ قرآن بتاتا ہے کہ اس زمانہ میں یہود کا بھی یہی دعویٰ تھا اور یہی مسلک تھا۔ کیا عیسائی حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ کو سچا جانتے ہیں؟ اگر نہیں اور تم جانتے ہو کہ نہیں تو کیا یہ گستاخی رسول نہیں کہ عیسائی آنحضورؐ کو مفتری قرار دیتے ہیں۔ کیا ہندو آپؐ کو سچا جانتے ہیں؟ کیا دنیا کے دیگر مذاہب والے آپ کو سچا جانتے ہیں؟ اگر وہ سچا جانتے تو آپ کی صداقت کا اقرار کرتے۔ پس ان لوگوں کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے؟۔ کیا آنحضرتؐ کو جھوٹا کہنے والا گستاخ رسول ہے یا نہیں؟ کسی کو جھوٹا کہنا بہت بڑی گستاخی ہے اور تم جانتے ہو کہ تمام غیر مسلم اقوام حضرت محمد رسول اللہؐ کو مفتری اور جھوٹا قرار دیتے ہیں اور تمہارا کوئی بس، کوئی پیش نہیں جاتی۔ اس لئے کہ تمہارا دین اسلام کا دین نہیں۔ یہ دین دین فطرت نہیں ہے۔ دین فطرت وہی ہے جو خدا نے ہر روح میں اس طرح داخل فرمایا کہ اس دین فطرت سے انسان کا خمیر اٹھایا گیا ہے۔ اس خمیر کے خلاف تم کوئی دین دنیا میں رائج نہیں کر سکتے۔ دین وہی رائج ہو گا اور فتح یاب ہو گا جس کا خمیر انسانی فطرت میں گوندھا گیا ہے اور وہ بین الاقوامی انسانیت کا تصور ہے۔ اسلام کا کوئی حکم بھی اس بین الاقوامی انسانی تصور سے ٹکرا نہیں سکتا۔

توہین رسالت کی سزا کے قائل مولوی قرآن کریم کی جن آیات سے اپنے موقف کے حق میں استنباط کرتے ہیں حضور انور نے وہ آیات کریمہ پیش کر کے بتایا کہ ان آیات سے ہرگز وہ استدلال نہیں ہوتا جو یہ لوگ کرتے ہیں اور قرآن کریم کی دیگر متعدد آیات ان کے اس استنباط کو بڑی قوت سے رد کرتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کا ایسے خیالات کا قرآنی آیات کی طرف منسوب کرنا ہی قرآن کی گستاخی ہے۔ حضور انور نے بڑے جلال سے فرمایا کہ انہی آیات کو پیش کرتے ہوئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ اگر تم اس ظالم مسلک سے باز نہ آئے تو خدا کا وعدہ ہے کہ وہ تمہیں ضرور ذلیل و رسوا کرے گا اور اسلام کو تمہارے ہاتھوں ذلیل و رسوا نہیں ہونے دے گا۔

حضور نے بتایا کہ جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے دو ایسے واقعات ہیں جنہیں یہ علماء اپنے حق میں پیش کرتے ہیں۔ ایک کعب بن اشرف اور دوسرا ابو رافع دو یہودیوں کے قتل کے واقعات، مستشرقین نے بھی ان واقعات کو بہت اچھالا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بدنما دھبہ کے طور پر ظاہر کر کے اعتراض کئے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے ان دونوں واقعات کا پس منظر واضح فرمایا اور تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ ان واقعات سے ہرگز آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ پر کوئی داغ نہیں لگتا اور ان سے گستاخ رسول کو سزا کے طور پر قتل کرنے کا استنباط کرنا بھی سراسر ظلم ہے۔ حضور نے بتایا کہ جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے اور قرآن کریم نے بھی بعض واقعات کا ذکر فرمایا ہے مدینہ کی گلیوں میں آپ کی اور ازواج مطہرات کی گستاخی کی جاتی تھی مگر اس کے مقابل پر جوابی حملہ کے طور پر مسلمانوں کو ہرگز ایسے لوگوں کے قتل کی اجازت نہیں دی گئی۔ پس سنت رسولؐ کو سنت رسولؐ کے خلاف کیسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ ناممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار میں تضاد ہو۔ نہ آپؐ کے کلام میں کوئی اختلاف ہے نہ آپؐ کی سنت میں کوئی اختلاف ہے اور نہ آپؐ کا قرآن کریم کی تعلیم سے کوئی اختلاف ہے اور ہر وہ تاریخی واقعہ جس سے یہ استنباط کیا جائے کہ نعوذ باللہ آنحضرتؐ ایسے ہی حالات میں ایک جگہ اور حکم جاری فرما رہے تھے اور دوسری جگہ اور حکم جاری فرما رہے تھے بالکل غلط اور جھوٹا الزام ہے۔ آنحضورؐ کا کردار وہی پاک یکساں کردار ہے جس کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ ظاہر بھی نور تھا اور باطن بھی نور تھا۔ آپؐ کے کردار میں آپ کو کوئی تضاد دکھائی نہیں دے گا۔

ازمنہ وسطی کے جن علماء کی بیان کردہ روایتوں اور فتاویٰ پر بنیاد رکھتے ہوئے توہین رسالت کی سزا موت تجویز کی جاتی ہے۔ حضور انور نے اس کا بھی تجزیہ کیا اور بتایا کہ ان فتاویٰ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح گورنر پنجاب الطاف حسین کی ایک کتاب میں مندرج بعض روایات کی حقیقت سے بھی پردہ اٹھایا اور بتایا کہ محققین کے نزدیک ان کے راوی ضعیف، ناقابل اعتماد اور جھوٹے تھے۔ حضور نے بتایا کہ ان لوگوں نے بعض نہایت خبیثانہ روایات کو رسول اللہؐ کی طرف منسوب کر کے اپنی کتب میں جگہ دی ہے۔

حضور نے بتایا کہ یہ کہنا کہ شاتم رسول کو قتل کرنے پر تمام علماء کا اتفاق ہے ہرگز درست نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے حضرت امام ابو حنیفہ اور بعض دیگر علماء کے حوالے دئے۔ اسی طرح ان احادیث کا ذکر فرمایا جن میں واضح طور پر بعض یہود اور مشرکین اور منافقین کی طرف سے آنحضرتؐ کی کھلی گستاخی کا ذکر ملتا ہے لیکن اس پر آنحضرتؐ کی طرف سے ان کے قتل کا کوئی فتویٰ جاری نہیں ہوا۔ صحیح بخاری میں ذکر ہے کہ کفار آپ کو مذمم کہتے تھے۔ آپ فرماتے اللہ نے میرا نام محمدؐ رکھا ہے یہ کسی مذمم کو گالیاں دیتے ہوں گے۔ اس طرح اللہ نے مجھے ان کے برا بھلا کہنے سے بچالیا ہے۔ حضور نے اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے آپ کو بچایا ہے۔ اللہ نے آپ کا نام محمدؐ رکھا ہے۔ ایک کیا کروڑوں، اربوں بدبخت بھی تمام عمر محمد رسول اللہؐ کو گالیاں دیتے چلے جائیں محمدؐ رسول اللہ کا یہ کلام ہمیشہ سچا رہے گا کہ خدا نے خود آپ کا نام محمدؐ رکھ کر ہر بدبخت کی بدزبانی سے آپ کو بچالیا ہے۔

اسی طرح صحیح بخاری کی ایک اور روایت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک دفعہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مال تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے اعلانیہ اعتراض کیا کہ آپ نے عدل سے کام نہیں لیا۔ حضور اکرمؐ نے اسے خدا کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اجازت طلب کی کہ اس گستاخ رسول کو قتل کر دیں مگر رسول اللہؐ نے فرمایا نہیں ایسا مت کرو شاید کہ وہ نماز پڑھتا ہو۔ حضور نے فرمایا یہ وہ اسلام ہے جو اپنے حسن کے ساتھ تمام دنیا پر غالب آنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کون ہے جو اس اسلام کی راہ روک سکے۔ وہ اسلام تم نے کہاں سے سیکھا ہے جو من و عن اسلام کے دشمنوں پر صادق آ رہا ہے۔ جو ابو جہل، عتبہ اور شیبہ کا کردار پیش کر رہا ہے۔ محمد رسول اللہؐ کا دامن چھوڑ کر تم کن اندھیروں میں بھٹکتے پھر رہے ہو۔ حضور نے فرمایا کہ اگر بخاری کی یہ روایت سچی ہے تو ناممکن ہے کہ وہ روایتیں سچی ہوں جن سے یہ لوگ قتل کے جواز نکالتے ہیں۔

حضور انور نے سورہ منافقون کی آیات کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ یہ سورۃ ان لوگوں کے خلاف بہت بڑی گواہ ہے جو توہین رسالت کی سزا قتل تجویز کرتے ہیں اور قیامت تک یہ ان کے خلاف گواہ بن کر کھڑی رہے گی۔

حضور نے اسلام کے اندر مختلف فرقوں کے بعض عقائد کے نمونے پیش کئے اور بتایا کہ ہمیں توہین رسالت کا مرتکب قرار دینے والے خود کس کس طرح کی بیہودہ سرائی کرتے ہیں اور خدا اور رسول کی گستاخی کے مرتکب ہیں۔ اور احمدیوں کی حمد اور درود بھی انہیں تکلیف پہنچاتا ہے۔ حضور نے چار اسیران کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ دس سال انہوں نے جو اذیتیں برداشت کی ہیں وہ اتنی دردناک ہیں کہ خدا کی قسم مہینوں میں روزانہ ان کے لئے رویا کرتا تھا۔ ان کا جرم کیا تھا اور کیا جرم ہے ان کا جو آج کال کوٹھڑیوں میں زندگی کے سانس لے رہے ہیں۔ وہ جرم یہ ہے کہ انہوں نے محمد رسول اللہؐ پر درود بھیجا اور سیرت رسولؐ پر مضمون شائع کرنے کی جرات کی۔ قرآنی آیات اور درود شریف پڑھنے کی وجہ سے احمدیوں پر گستاخی رسول کے مقدمے درج ہوئے۔ حضور نے بعض مقدمات کا قدرے تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح جھوٹے طور پر احمدیوں کے خلاف مقدمات درج کئے جا رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ کون سچا ہے جو اس درود کی خاطر اپنی جان و مال اور عزتوں کو قربان کرتا چلا جا رہا ہے۔ وہ سچے ہیں یا تم سچے ہو جو جھوٹے الزام لگا کر اسلام کے چہرہ کو داغدار کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ مگر احمدی اپنے سینوں پر یہ داغ لیں گے اور اسلام کا چہرہ داغدار نہیں ہونے دیں گے۔

حضور نے بڑے جلال سے فرمایا کہ یہ وہ جنگ ہے اور آخری جنگ۔ جو حق اور باطل کے درمیان لڑی جاری ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں یہ بات خدا کی ضرور پوری ہو گی کہ "جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" حق ضرور جیتے گا اور باطل ضرور بھاگ جائے گا کیونکہ اس منحوس باطل کے مقدر میں بھاگنے کے سوا اور کچھ نہیں۔

آخر میں حضور نے احباب جماعت کو اپنے اسیران بھائیوں کے لئے دعائیں جاری رکھنے کی نصیحت فرمائی اور بتایا کہ اس وقت بھی ۱۲۲ ایسے افراد ہیں جن پر نبی اکرمؐ پر درود اور سلام بھیجنے کی وجہ سے موت کی پھانسی کے پھندے ان کے سروں پر لٹکا دئے گئے ہیں۔ ان سب کو بھی اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خطاب کے بعد حضور نے دعا کروائی اور اس کے ساتھ جلسہ سالانہ کے پہلے روز کی کاروائی اختتام کو پہنچی۔

SCL

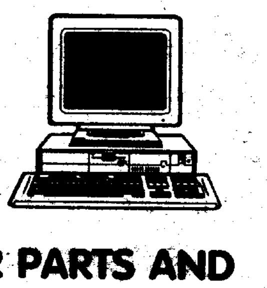

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

بقیہ از صفحہ اوّل

کیونکہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجتے۔ میں نے کہا ہم درود پڑھتے ہیں۔ میں نے اور صدر جماعت نے درود پڑھ کر سنایا وہ حیران ہوا اور کہنے لگا کہ مولوی کہتے ہیں کہ احمدی درود نہیں پڑھتے، آپ تو پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد سارا گاؤں ٹاؤن چیف اور امام سمیت احمدی ہو گیا اور نئی جماعت قائم ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت کے خلاف بوزنین میں بھی یہ جھوٹا پراپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ نعوذ باللہ ہم درود نہیں پڑھتے۔ حضور نے فرمایا کہ حکمت کے ساتھ نیک نصیحتوں کے ذریعہ لوگوں کے اخلاق درست کرنے کی کوشش کریں۔ خدا آپ کی ان کوششوں کو پیار کی نظر سے دیکھے گا۔ حکمت کے تقاضوں کو نظر انداز کر کے کبھی تبلیغ میں جلدی نہ کریں۔

حضور نے فرمایا کہ افریقہ میں یہ خاص خوبی کی بات ہے کہ وہ کان سے زیادہ آنکھ پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان کو یہ تقویٰ نصیب ہے کہ سنی سنائی باتوں کے مقابل آنکھوں پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں اس لئے جب احمدیوں سے ملتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کے متعلق معاندانہ پراپیگنڈہ جھوٹ ہے تو وہ پھر بیعتوں میں جلدی کرتے ہیں۔

حضور نے مکرم خوشی محمد صاحب کے ہی ایک تیسرے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ لکھتے ہیں کہ تبلیغی پروگراموں کے دوران واپسی پر ایک عورت نے ہاتھ ہلا کر مدد کی درخواست کی۔ ہم نے گاڑی کھڑی کی۔ اس نے کہا میں "روٹی فنک" جانا چاہتی ہوں۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ تھوڑی دور جا کر کہنے لگی کہ یہاں سے چار سو گز کے فاصلہ پر ایک بڑا گاؤں ہے۔ وہاں میری گٹھڑی ہے وہ میں نے لینی ہے۔ پہلے تو خاکسار ہچکچایا اور تھوڑا سا خوف بھی آیا۔ بعد میں دل مطمئن ہوا تو وہاں جانے کا پروگرام بنالیا۔ اس عورت نے اپنی گٹھڑی لی اور ہم نے ٹاؤن چیف سے ملاقات کی۔ احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ امام صاحب زرعی فارم میں کام کر رہے تھے ان کو بھی اس نے بلالیا۔ سارا گاؤں اکٹھا ہو گیا۔ اللہ کے فضل سے گاؤں کے تمام ۳۷۷ افراد نے بیعت کرلی اور بنی بنائی مسجد بھی جماعت کو مل گئی۔ الحمد للہ۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ خود ہی وسیلے بنا رہا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے کوئی ان مبلغین کی باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا۔ پس جب آسمان پر فیصلے ہو جائیں تو زمین والے ان فیصلوں کے خلاف چل نہیں سکتے۔ ان کو استطاعت نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بیعتوں میں ان مبلغین کی محنت و قربانی کا دخل تو ہے مگر یہ بھی خدا کی خاص توفیق سے یہ سعادت پا رہے ہیں اور یہ فیصلے ہیں جو پہلے سے ہو چکے ہیں اور یہ ان فیصلوں کے اجراء کا ذریعہ بنائے جارہے ہیں۔

حضور نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ رب ادخلنی مدخل صدق ۔ ۔ ۔ ۔ الخ کی دعا ایسی ہے جسے ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔ ہر سفر میں بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر یہ دعا پیش نظر رہنی چاہئے۔ اگر اس دعا کو وسعت کے ساتھ پڑھا جائے تو میرا وسیع تجربہ ہے کہ یہ حیرت انگیز کام دکھاتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے بعض مثالیں دیتے ہوئے مکرم ارشاد احمد صاحب ملہی مبلغ سیرالیون کا تحریر کردہ ایک واقعہ بیان فرمایا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک تبلیغی مہم کے دوران خاکسار رب ادخلنی مدخل صدق ۔ ۔ ۔ ۔ الخ کی دعا کرتا ہوا ایک گاؤں میں داخل ہوا۔ اور لوگوں کو بتایا کہ ہم احمدی مبلغ ہیں اور آپ کے لئے بہت مفید پیغام لائے ہیں۔

انہوں نے کہا ہم "حزب اللہ" کے ممبر ہیں اس لئے "حزب اللہ" کو چھوڑ کر احمدیت قبول نہیں کریں گے۔ ہم نے کہا قبول کریں یا نہ کریں یہ آپ کی مرضی ہے لیکن ہماری بات تو سن لیں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا بات سننے میں کیا حرج ہے۔ چنانچہ ہم نے پیغام پہنچایا۔ ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا ہم احمدیت کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن "حزب اللہ" نہیں چھوڑیں گے۔ حزب اللہ والے بھی تو مسلمان ہیں۔ ایک شخص کے ایک سے زیادہ بچے بھی تو ہو سکتے ہیں۔ حزب اللہ والے بھی مسلمان ہیں تو پھر احمدی ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر انہیں ایک مثال سے سمجھایا کہ ایک شخص کے کئی بچے ہوں اور وہ انہیں دس نصائح کرے۔ اب تمام بچوں میں سے کوئی بچہ ایک نصیحت پر عمل کرے کوئی دو پر اور کوئی سب دس نصائح پر عمل کرے تو باپ کو کونسا بچہ پیارا ہو گا۔ تو سب نے کہا وہ بچہ جو سب نصائح پر عمل کرتا ہے۔ اس پر ہم نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۳ فرقوں کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ ۷۳ روحانی بچے سمجھ لیں۔ اب ایک بچہ جو آپ کی سب نصائح پر عمل کرتا ہے وہ احمدیت ہے۔ چاہے تو اس کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ چاہے تو اس سے کم تر کے ساتھ رہیں۔ اس مثال کے ذریعہ اور دلائل کے ذریعہ وہ لوگ یہ بات سمجھ گئے اور سارا گاؤں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گیا۔ الحمد للہ۔

حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کو مسجدیں بنانے سے روکا گیا۔ یہ کہا گیا کہ مسجد کو مسجد نہ کہیں۔ مسجد کا نام ان کے لئے سخت دلآزاری کا موجب ہے۔ ان کے ہاں مندر، گرجے، قحبہ خانے اور سرخ روشنی کے علاقے (Red Light Areas) دلآزاری کا موجب نہیں البتہ مسجد سے دلآزاری ہوتی ہے۔ چنانچہ احمدیوں کی کئی مساجد منہدم کر دی گئیں اور جن کو ناپاک اور پلید مسجدیں کہتے تھے ان کے پنکھے، ان کے قالین لے کر گھروں کو بھاگے۔ یہ ان کا اسلام ہے۔ یہ ان کا کردار ہے۔ حقیقت میں اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں ہماری کئی مساجد منہدم کی گئیں اس کے نتیجہ میں ہر سال خدا نے ہمیں نئی مساجد عطا کیں۔ امسال ۶۸۲ نئی مساجد ہمیں بنانے کی توفیق ملی یا بنی بنائی ہمیں عطا ہوئیں۔ ہجرت کے دس سالوں میں کل ۱۶۴۳ نئی مساجد ہمیں ملیں۔

حضور نے بڑے جلال سے فرمایا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ رب ادخلنی مدخل صدق ۔ ۔ ۔ الخ کی دعا ہمارے حق میں بھی اس شان کے ساتھ پوری ہونے والی ہے جو محمدؐ رسول اللہ کے غلاموں کے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ ہم ان منہدم مسجدوں کو پھر دوبارہ آباد کریں گے اور خدا کے فضل سے ہر مسجد کی بجائے سینکڑوں مسجدیں اس ملک میں بنا کر چھوڑیں گے جس ملک میں مسجدوں کی ہمیں اجازت نہیں دی جا رہی۔

حضور نے فرمایا کہ نئی مساجد کے لحاظ سے سیرالیون سرفہرست ہے۔ گیمبیا دوسرے نمبر پر اور پھر سینگال، آئیوری کوسٹ اور بورکینا فاسو کی باری آتی ہے۔

حضور نے یورپ۔ امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں نئے مشن ہاؤسز یا تبلیغی مراکز کے متعلق بھی بتایا اور بتایا کہ یورپ میں امسال جرمنی میں چار نئی عمارتوں کا اضافہ ہوا ہے۔ حضور نے امید ظاہر کی کہ جس رفتار سے جرمنی کی جماعت آگے بڑھ رہی ہے چند سالوں میں انشاء اللہ جرمنی وہ پہلا ملک ہو گا جس میں سو مساجد قائم ہو چکی ہوں گی۔ حضور نے بتایا کہ افریقہ کے ۱۷ ممالک میں اس وقت ۲۰۸ تبلیغی مراکز ہیں۔ ۸۴ء تک ان کی تعداد ۱۰۳ تھی۔ دس سالوں میں ۱۰۵ کا اضافہ ہوا ہے۔ علاوہ ازیں نئے قطعات اراضی خریدے گئے ہیں جہاں مساجد و مشن ہاؤسز بنانے کی کاروائی شروع ہو چکی ہے۔

حضور نے اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ امیر صاحب غانا لکھتے ہیں کہ "ابورا" مشن ہاؤس کی تعمیر کی داستان بہت دلچسپ ہے۔ یہاں ہمارے سرکٹ مبلغ ایک عیسائی کے کرایہ کے مکان میں رہتے تھے۔ اس عیسائی نے ایک دن جماعت کے ممبران کو کہا کہ یہ مکان خالی کر دیں۔ جماعت کے چند دوست اس کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمیں کچھ مہلت دیں۔ اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا یہ مکان Zion کا ہے احمدیوں کا نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو کوئی مہلت نہیں دی جائے گی۔

جب اس علاقہ کی احمدی خواتین کو پتہ چلا کہ ایک عیسائی جماعت کے مقابل پر Zion کا نام لے کر ہمارے مبلغ کو مکان سے نکال رہا ہے تو انہوں نے غیرت میں آکر اعلان کیا کہ ہم احمدی خواتین اپنے مبلغ کے لئے اس مکان سے اچھا مکان تعمیر کریں گی۔ چنانچہ انہوں نے بے حد مالی قربانی کی اور خوبصورت وسیع مشن ہاؤس تعمیر کیا۔ حضور نے فرمایا کہ غانا کی خواتین خاص طور پر قربانی کا بلند مقام رکھنے والی خواتین ہیں۔ حضور نے دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سارے افریقہ کی خواتین کو نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک دعوت الی اللہ کو دنیا بھر میں جو شیریں ثمرات عطا ہو رہے ہیں اور عالمی بیعت کی تحریک کے نتیجہ میں جو عظیم الشان کامیابیاں عطا ہوئی ہیں اور بعض مقامات پر حیرت انگیز نتائج ظاہر ہو رہے ہیں، ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ امسال عالمی بیعت کی مہمات کے دوران افریقہ کے صرف آٹھ ممالک میں ۱۲۱۵ نئی جماعتوں کا قیام ہوا۔ ۱۳۸۷ دیہات میں پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا۔ ۹۹۴ مساجد بنی بنائی عطا ہوئیں۔ ۸۰۲ چیفس احمدیت میں شامل ہوئے۔ ۱۰۷۸ امام احمدی ہوئے۔

خدا دلوں کو بدلتا ہے

حضور نے فرمایا کہ فضل احمد شاہد مبلغ سلسلہ سیرالیون لکھتے ہیں کہ جب ہم "مانبتے" گاؤں میں تبلیغ کے لئے گئے تو آغاز میں بیعتوں کے کوئی آثار نہ تھے۔ امام نے کہا وہ تو شامل ہو جائے گا لوگ نہیں ہوں گے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ ہاتھ اٹھا کر دعا کریں۔ ہم نے پرسوز دعا کی۔ ایک شخص کے بارہ میں سنا کہ احمدیت کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ دلوں کا بدلنا مشکل ہے۔ میں نے کہا خدا دلوں کو بدلتا ہے۔ وہاں ۱۶۷ بیعتیں ہوئیں اور مذکورہ شخص بھی احمدی ہوا اور اسی نے سارے بیعت فارم پر کئے۔

اسی طرح وہ لکھتے ہیں کہ میرے علاقہ میں بشریہ اور حزب اللہ کی مضبوط تنظیمیں ہیں۔ تبلیغی مہم کے دوران ہمیں بکثرت ایسے دیہات ملے جنہوں نے کہا کہ ہم مسلمانوں کی کسی جماعت میں نہ شامل ہوئے تھے اور نہ شامل ہونا چاہتے ہیں مگر جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اس تبلیغی پروگرام میں ۲۳۸۵ بیعتیں ہوئیں۔

۱۵ سال سے بچھڑے ہوئے امام مل گئے

منور احمد صاحب خورشید مبلغ سینگال لکھتے ہیں کہ ایک روز ایک گاؤں میں دو آدمیوں کو تبلیغ کے لئے بھجوایا۔ چونکہ گاؤں دور تھا سوچا خود جا کر ان کو لے آؤں تو انہوں نے بتایا کہ ساتھ والے گاؤں میں ان کے ایک عزیز فوت ہو گئے ہیں۔ ادھر سے افسوس کرتے چلیں۔ چنانچہ ہم نے مرحوم کے لواحقین سے افسوس کیا تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ چلو امام صاحب کو بھی مل لیں۔ خیر ہم امام صاحب کے ہاں پہنچے۔ علیک

سلیک کے بعد ان کو بتایا کہ ہم لوگ احمدی ہیں۔ ادھر ایک دوست کے ہاں افسوس کرنے آئے تھے۔ اس پر امام صاحب کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ کہنے لگے کہ آج سے ۱۵ سال قبل میں نے جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کیا تھا اور وہاں کے ایک احمدی دوست کی تحریک پر بیعت بھی کی تھی اور بفضل خدا آج تک اس پر قائم ہوں۔ لیکن اس کے بعد سے آج تک کوئی احمدی دوست نہیں ملے اور جماعت سے رابطہ نہ ہو سکا۔ یہ امام اپنے علاقہ کے معروف عالم ہیں اور ان کے بہت سے شاگرد مختلف مدارس میں پڑھا رہے ہیں چنانچہ اسی وقت انہوں نے گاؤں کے بہت سے لوگوں کو بلایا اور کھلے عام اپنے احمدی ہونے کا اعلان کیا اور اس موقعہ پر ۳۰۰ سے زائد بیعتیں ہوئیں۔

۲۳ مارچ کے دن ۴۰ بیعتیں

سیرالیون سے مکرم عبدالحفیظ شاہد صاحب مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ۲۳ مارچ کو ہم نے اپنے تبلیغی پروگراموں کا آغاز کیا۔ پہلے ہی گاؤں میں تبلیغی گفتگو کے بعد لوگوں نے بیعتیں کرنا شروع کر دیں۔ اس وقت خاکسار نے خداتعالیٰ سے یہ دعا کی کہ ۲۳ مارچ کا دن بہت ہی مبارک دن ہے اس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ۴۰ افراد نے بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ خدایا آج کم از کم ۴۰ احباب ضرور عطا فرما۔

پہلے گاؤں سے ۲۲ بیعتیں ہوئیں۔ شام کو دوسرے گاؤں کا پروگرام تھا وہاں ۱۵ افراد نے بیعت کی۔ کل ۳۷ ہو گئیں۔ نماز مغرب و عشاء میں بہت دعا کی کہ باقی تین بھی مل جائیں۔ رات ہم نے واپس آکر پہلے گاؤں میں گزارنی تھی۔ جب رات کو واپس پہنچے تو دیکھا تین آدمی ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہم گاؤں سے باہر تھے اس لئے پہلے بیعت نہ کر سکے تھے اب ہماری بیعت بھی لے لیں۔ اس طرح اللہ نے ۴۰ پوری کر دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ واقعہ پڑھ کر جہاں میرا دل خداتعالیٰ کی حمد سے لبریز ہوا وہاں مجھے کچھ افسوس بھی ہوا۔ میں نے کہا ۴۰ بیعتیں تو پرانی بات تھی۔ سو سال کے بعد ۴۰ ہزار مانگتے تو اللہ تو دینے پر تیار بیٹھا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ دعا میں اپنے آپ کو محدود نہیں کرنا چاہئے۔

حضور نے بتایا کہ امسال ایک سال میں یورپ میں ۲۶ ہزار سے زائد بیعتیں ہو چکی ہیں۔ گزشتہ سال کی بیعتیں شامل کر کے ۲۷ ہزار سے بڑھ جاتی ہیں۔ چند سال پہلے خواب و خیال میں بھی انسان سوچ نہیں سکتا تھا کہ یورپ میں اس کثرت سے بیعتیں ہوں گی۔

حضور نے عالمی بیعت کی بابرکت تحریک اور اس کے حیرت انگیز ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ عبدالرشید انور صاحب مبلغ انچارج آئیوری کوسٹ لکھتے ہیں کہ جب ہمارا پہلا وفد تبلیغی مہم پر روانہ ہونے لگا تو میں نے آدم معاذ سے پوچھا کہ کتنے افراد کو اس مہم میں احمدیت میں داخل کرنے کا ارادہ باندھ کر نکل رہے ہیں تو انہوں نے کہا ۲۰ ہزار۔ اس کے مطابق انہوں نے حضور کی خدمت میں اطلاع کر دی اور دعا کی درخواست کی۔ بعد میں پتہ چلا کہ چونکہ ان کی گنتی کا انداز مختلف ہے اسلئے جو لفظ انہوں نے بولا تھا اس لحاظ سے انہوں نے آٹھ ہزار کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن جب آٹھ ہزار کے قریب پہنچنے لگے تو ان کے ساتھی نے کہا کہ وعدہ میں ابھی ۱۲ ہزار باقی ہیں تو ان کے ہوش اڑ گئے کہ اتنا بڑا وعدہ کر دیا یہ تو ممکن نہیں۔ چنانچہ انہوں نے فوراً حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا اور تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ خدا کے فضل اس قدر تیزی سے نازل ہونے شروع ہوئے کہ وہ خود حیران رہ گئے اور اس مہم کے اختتام پر ۲۳ ہزار بیعتیں مل گئیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

آئیوری کوسٹ سے ہی مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ تبلیغ کے دوران ہمارا وفد ایک ایسے گاؤں میں پہنچا جہاں ایک ایسا مفسر قرآن رہتا ہے جو علاقہ بھر میں عظمت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اس کا نام "لازینی سلا" ہے۔ اس گاؤں میں کثرت سے لوگ تبلیغی پروگرام میں شامل ہوئے۔ تبلیغ کے بعد یہ شخص گھر پہنچ کر ساری رات اس تبلیغی پروگرام کا تجزیہ کرتا رہا اور کہنے لگا کہ ساری رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور آمد امام مہدی کے بارہ میں سوچتا رہا اور یوں ساری رات نہ سو سکا۔ صرف یہی بات ذہن میں آئی کہ مجھے جماعت احمدیہ سے تفسیر کا علم حاصل کرنا چاہئے۔ یہ کہہ کر اس نے بیعت کی اور اس کے ساتھ بفضلہ تعالیٰ ان کے ۲۵۲۰ مرید بھی جماعت میں شامل ہوئے۔ گاؤں کی چاروں مساجد کے اماموں نے بھی بیعت کی۔

اسی طرح وہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص "والی کولی بالی" جو ایک گاؤں "نیپون" کا رہنے والا ہے نے دو سال قبل ابنگرو میں احمدیہ مشن کے سامنے سے گزرتے ہوئے احمدیہ مشن کا بورڈ پڑھا۔ اس نے بتایا کہ اسی وقت سے اس کے دل میں ایک رعب سا جم گیا کہ یہ کوئی بہت عظیم معاملہ ہے۔ معمولی بات نہیں ہے اور جب اپنے گاؤں پہنچا تو گاؤں والوں سے کہا ہمیں بہت دعا کرنی چاہئے کیونکہ ایک زبردست انقلاب کی بو مجھے آ رہی ہے۔

اب جبکہ ہمارا تبلیغی وفد ان کے گاؤں پہنچا تو والی کولی بالی نے گاؤں والوں سے کہا دیکھو وہ بات ہو کر رہی نا! کہ ہمارے پرانے عقیدہ حیات مسیح کے باوجود آج احمدیت نے ٹھوس دلائل سے عیسیٰ کی وفات ثابت کر دی اور مسیح کی آمد کا ثبوت بھی اس انقلاب سے کم نہیں جس کی بو میں نے دو سال پہلے محسوس کی تھی۔ اب میں آپ سب لوگوں کو کہتا ہوں کہ احمدیت سچی ہے اس کو سب لوگ قبول کر لیں۔ خداتعالیٰ کے فضل سے اس گاؤں میں ۸۱۵ بیعتیں ہوئیں۔

اگر بات درست ہے تو ہم ضرور مانیں گے

آئیوری کوسٹ کی ایک تبلیغی مہم میں ۲۳ ہزار سے زائد بیعتیں ہوئیں۔ وہاں کے مبلغ انچارج اس مہم میں پیش آنے والے بعض دلچسپ ایمان افروز واقعات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض جگہوں پر تو غیر معمولی طور پر "سلطان نصیر" کے واقعات خداتعالیٰ نے دکھائے۔ ایک گاؤں میں گاؤں کے امام نے کہا کہ ہم تو مسلمانوں کی تنظیم سے بات کئے بغیر، باوجود اس کے کہ جو بات آپ کہتے ہیں درست ہے نہیں مان سکتے۔ اس پر گاؤں کا چیف کہنے لگا کہ اگر بات درست ہے تو پھر ہم تو اس کو مانے بغیر نہیں رہ سکتے۔ تم نے انتظار کرنا ہے تو کرو۔ چنانچہ چیف کے اس بیان سے اس کے سارے خاندان نے اور گاؤں کی ایک کثیر تعداد نے بیعت کر لی۔

حضور انور نے فرمایا کہ افریقہ کی صاف فطرت عام سادہ باتوں کو دیکھتی اور قبول کرتی ہے۔

ایک گاؤں میں ایک مولوی صاحب نے کہا کہ تبلیغ کے لئے آنے والے ان احمدیوں کی بات نہ سننا کیونکہ ابھی ابھی میں بازار سے سن کے آیا ہوں کہ یہ لوگ جو آئے ہیں ان کے قریب نہ جائیں۔ اس پر گاؤں کے لوگ کہنے لگے کہ یہ جو پیغام دے رہے ہیں اس بارہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کہتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ رسول اللہ کا تو مجھے علم نہیں البتہ بازار میں ان کی بات سننے سے منع کیا گیا ہے تو اس پر گاؤں کے لوگ کہنے لگے کہ یہ تو ہر بات رسول اللہ کے حوالے سے کر رہے ہیں اور بڑی عجیب بات ہے کہ تم بازار کی بات کو تو قبول کر رہے ہو اور رسول اللہ کی بات کو ٹھکرا رہے ہو۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء" کے حوالے سے بتایا کہ یہ الہام بھی بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہت سے لوگوں کو رویائے صادقہ کے ذریعہ اور دیگر کئی قسم کے تائیدی نشانات کے ذریعہ احمدیت کی طرف مائل فرما رہا ہے۔ اس ضمن میں بعض واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مکرم عبدالرشید طاہر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ریفریشر کورس کے دوران ایک غیر احمدی امام نے اپنا خواب بیان کیا کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے شہد اتر رہا ہے اور وہ ریفریشر کورس کلاس میں رکھی گئی میز پر گر رہا ہے۔ ہم تمام انگلیوں کے ساتھ اس شہد کو کھا رہے ہیں۔ شہد بہت میٹھا اور غیر معمولی لذت رکھتا ہے۔ اسی کے ساتھ آنکھ کھل جاتی ہے۔"

یہ خواب بیان کرنے کے بعد اس امام نے سب کے سامنے کہا کہ شہد سے مراد احمدیت کی تعلیم ہے جو حقیقی اسلام ہے اور اس خواب کے ذریعہ مجھے بتایا گیا ہے کہ جس طرح شہد سے شفاء ملتی ہے اسی طرح روحانی شفا احمدیت میں ہے۔ اس خواب کے نتیجہ میں اس امام نے اور نائب چیف امام نے بھی اپنے ساتھیوں سمیت بیعت کر لی۔

آئیوری کوسٹ کے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ ہمارے مبلغین ایک گاؤں میں پہنچے تو تبلیغ کے بعد ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ آج خواب میں میں نے دیکھا ہے کہ "جیسے مسجد نبوی میں بیٹھا ہوں اور مجھے آواز آئی کہ آج تمہارے پاس بہت معزز مہمان آنے والے ہیں۔"

اس نے اس قدر جذبات کے ساتھ یہ خواب لوگوں کے سامنے بیان کی کہ سارے گاؤں والوں نے ہمارے مبلغین کو واقعی معزز مہمانوں کی حیثیت دی۔ اس موقع پر ایک ہزار سے زائد بیعتیں ہوئیں۔ روانگی کے وقت گاڑی کے گرد چار سو افراد اکٹھے ہوئے۔ وہ ساتھ ساتھ دوڑتے چلے جا رہے تھے اور الوداعی نعرے لگا رہے تھے اور حالت یہ تھی کہ انکی آنکھوں سے بھی آنسو رواں تھے اور ہماری آنکھوں سے بھی آنسو رواں تھے۔ یہ خداتعالیٰ کی غیبی تائیدات ہیں۔

اسی طرح وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک گاؤں جس کا نام "سیکاسو" ہے ہمارے مبلغ تبلیغ کے لئے پہنچے۔ ایک شخص تبلیغ کے بعد بیعت کے لئے آیا اور بیان کیا کہ اس کا ہاتھ سوجا ہوا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں شدید تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ بستر پر درد کی وجہ سے لیٹا ہوا تھا۔ بمشکل نیند آئی۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اٹھو اور جا کر سنو یہ لوگ جو تبلیغ کے لئے آئے ہیں کیا کہہ رہے ہیں۔ فوراً بستر سے اٹھا اور مقام تبلیغ کی طرف چل پڑا۔ لیکن پھر بھی دل میں خوف تھا کہ کہیں میری تکلیف بڑھ نہ جائے۔ لیکن آپ کی باتیں اس قدر دل میں سرایت کر رہی تھی کہ اپنی تکلیف بھول گیا اور صبح ہونے تک تکلیف یاد نہیں تھی اسی طرح بیٹھا سنتا رہا۔ کہتا ہے صبح جب مجھے ہوش آئی تو تکلیف جا چکی تھی ہمیشہ کے لئے میرا ساتھ چھوڑ چکی تھی اور مجھے خدا نے رویا میں اس اطاعت کا یہ پھل عطا کیا کہ فوری اعجازی نشان کے طور پر میرا یہ دکھ دور ہو گیا اور میری روح کو گہرا اطمینان نصیب ہوا۔

طاہر محمود خان صاحب تنزانیہ سے لکھتے ہیں کہ جنوری ۹۴ء کی بات ہے "مورو گورو" میں ایک جوزف نامی کٹر عیسائی تھے۔ کبھی کبھی ہمارے مشن میں آتے اور کبھی ان سے بازار میں ملاقات ہو جاتی۔ انہیں ہر رنگ میں تبلیغ کی اور ان کے لئے دعا بھی کی۔ لیکن ایک دن اچانک جمعہ کے وقت مشن میں آئے اور بڑی بے چینی سے مجھے ڈھونڈنے لگے۔ مجھے ملے اور کہنے لگے جلدی سے دفتر میں آؤ میں نے ایک خواب دیکھا ہے وہ یہ کہ "میں سمندر میں نہا رہا ہوں اور اچانک منظر بدلتا ہے تو چند نوجوان اور ایک باریش بزرگ اچکن پگڑی پہنے ہوئے آتے

SUPPLIERS OF ALL CROCKERY, CUTLERY AND DISPOSABLE CROCKERY FOR WEDDINGS, PARTIES AND OTHER SOCIAL FUNCTIONS

ABBA

CATERING SUPPLIES
081 574 8275 / 843 9797
1A Greenford Avenue,
Southall, Middx UB1 2AA

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Ladieswear Showrooms:
54 The Broadway, Ruislip Road
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

ہیں اور کہتے ہیں کہ تم اپنی زندگی کیوں ضائع کر رہے ہو۔ اگر تم حقیقی نجات چاہتے ہو تو ہم میں شامل ہو جاؤ۔ آج دنیا کی نجات میرے ساتھ وابستہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ وہ بزرگ کہنے لگے کہ ہم احمدیہ ہیں۔"

میں نے اسے کہا کہ جمعہ کے بعد تھوڑی دیر کے لئے رکو۔ ساڑھے تین بجے (تنزانیہ کے وقت کے مطابق) ہمارے امام خطبہ دیتے ہیں جو ساری دنیا میں ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے شائد وہاں تمہیں اس بزرگ ہستی کی دوبارہ زیارت ہو جائے اور تم اس کو پہچان سکو۔ جب خطبہ شروع ہوا تو اس نے مجھے زور سے کہنی ماری کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہیں میں نے رات رویاء میں دیکھا تھا۔ اس لئے ابھی میری بیعت قبول کریں۔

محمد احمد صاحب شمس مبلغ گیمبیا بیان کرتے ہیں کہ ایک تعلیم یافتہ دوست لمبے عرصہ سے جماعت کا لٹریچر مطالعہ کر رہے تھے لیکن ابھی بیعت نہیں کی تھی۔ میں نے انہیں کہا آپ کو مطالعہ کرتے ہوئے کافی وقت گزر گیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں اور استخارہ بھی کریں۔

چنانچہ دوسرے روز وہ علی الصبح مشن ہاؤس آئے اور کہنے لگے میری بیعت لے لیں۔ کہنے لگے رات دو رؤیا دیکھی ہیں۔ پہلی رؤیا میں دیکھا ہے کہ ایک اونچی جگہ پر ہوں میرے نزدیک ایک بزرگ سفید لباس میں کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ ان کے سامنے ایک بڑی تعداد لوگوں کی بیٹھی ہے۔ وہ بزرگ اٹھ کر مجھے قمیص سے پکڑ کر دائرہ میں چکر لگاتے ہیں اور مجھے کوئی کہتا ہے کہ یہ سارے لوگ احمدی ہیں۔

دوسری رؤیا میں دیکھا کہ ایک دوسرے بزرگ سفید لباس میں ہیں اور تقریر کر رہے ہیں۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد جلسہ گاہ میں بیٹھی ہے اور تقریر سن رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو کسی نے بتایا کہ یہ سارے احمدی ہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہو جاتا ہوں۔

خاکسار نے انہیں تصاویر دکھائیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کو دیکھ کر انہوں نے پہچانا کہ پہلے بزرگ یہ تھے اور دوسری تصویر میری پہچانی کہ یہ وہ شخص ہے جس کو میں نے رؤیا میں دیکھا تھا۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ امام زمانہ ہیں اس لئے آپ کو رؤیا میں اول طور پر دکھایا گیا اور چونکہ آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں یہ ادنیٰ عاجز انسان اس مسند پر فائز ہے اس لئے دوسرے نمبر پر مجھے خلیفۃ المسیح کی حیثیت سے دکھایا گیا۔

سیرالیون سے عبدالحفیظ صاحب لکھتے ہیں کہ "کویا چیفڈم" میں جب تبلیغی مہم کا آغاز کیا گیا تو سب سے پہلے ایک گاؤں مکالی پہنچے۔ رات کو تبلیغی مجلس شروع ہوئی، ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشان چاند اور سورج گرہن کا ذکر کیا۔ اس پر اس گاؤں کا امام کھڑا ہو گیا اور اعلان کیا کہ آج سے مجھ پر احمدیت کی صداقت بالکل واضح ہو گئی ہے اور امام مہدی سچے ہیں۔

انہوں نے بیان کیا کہ آج سے تین ماہ قبل انہوں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ چند مشنری ہمارے علاقہ میں آئے ہیں اور لوگوں کو قرآن پاک اور اسلام کی تعلیم سکھا رہے ہیں۔ دوسرے دن دوبارہ رؤیا میں دیکھا کہ ان کا بھائی انہیں جگا رہا ہے کہ کہتا ہے اٹھو اٹھو! دیکھتے نہیں چاند اور سورج گرہن لگ رہا ہے اور دنیا ختم ہونے والی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں پریشانی کے عالم میں اٹھ بیٹھا کہ خدایا یہ کیا معاملہ ہے کہ چاند اور سورج اپنی روشنی کھو رہے ہیں۔" چونکہ انہوں نے یہ پیغام سنا تھا کہ چاند اور سورج گرہن کے واقعات امام مہدی کی صداقت کے نشان ہیں اس لئے یہ خواب بیان کرنے کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔

غانا میں ایک موقعہ پر بارش کے لئے دعا کا اعجاز ایک گاؤں کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کا ذریعہ بن گیا اور ایسے بہت سے واقعات افریقہ میں پہلے بھی بارہا ہو چکے ہیں۔ غانا سے طاہر محمود چودھری صاحب ایک دلچسپ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک تبلیغی سفر کے دوران ہم ایک ایسے گاؤں میں پہنچے جہاں ابھی احمدیت کا نفوذ نہیں ہوا تھا۔ وہاں کے چیف اور سرکردہ احباب نے بہت عزت دی اور سبھی نے بارش نہ ہونے کے باعث اپنی مشکلات کا اظہار کیا اور دعا کی درخواست کی اور کہا کہ ایک لمبے عرصہ سے بارش نہیں ہوئی، فصلیں ضائع ہو رہی ہیں۔ مویشی مر رہے ہیں۔

ہم نے اسی وقت بارش کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشان کا انتظار کرنے لگے۔ اسی روز شام جب تبلیغی پروگرام شروع ہوا تو ساتھ ہی بارش شروع ہو گئی جو دوسرے دن تک جاری رہی۔ سارے گاؤں میں شور پڑ گیا کہ احمدیوں کی دعا کی برکت سے یہ ہوا ہے اور ان کی دعائیں قبول ہو گئی ہیں۔ الحمدللہ کہ دعا کے اس اعجاز کے نتیجہ میں سارا گاؤں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گیا۔

تنزانیہ میں ایک دلچسپ واقعہ یہ ہوا کہ ایک پیر مزاج مولوی ایک شخص کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کا موجب بن گیا۔ وہاں یہ کثرت سے رواج ہے کہ ٹونے ٹوٹکے کرتے ہیں اور اس کے عوض کچھ پیسے بھی لیتے ہیں۔ ایک غریب شخص ایک ایسے ہی مولوی کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا میں بہت بیمار ہوں بہت تکلیف میں ہوں میرے لئے دعا کرو۔ اس نے کہا میں تو ٹونے ٹوٹکے کرتا ہوں، پیسے لاؤ، ٹونا ٹوٹکا لے لو اور اگر دعا چاہئے تو پھر احمدیوں کے پاس جاؤ۔ دعائیں ان کے پاس ہیں۔ تو اس نے کہا پھر جہاں دعائیں ہیں میں بھی وہیں ہوں گا۔ اور یہ پھر احمدی مبلغ کے پاس حاضر ہوا اور بیعت کر لی اور اس نے بتایا کہ اس دعا کے بعد دو کام جو بہت دیر سے رکے ہوئے تھے میرے دیکھتے دیکھتے ہو گئے اور میرے ایمان کو غیر معمولی تقویت پہنچی۔

وقت کی کمی کی وجہ سے حضور انور نے خطاب کو مختصر کرتے ہوئے اپنی تقریر کے نوٹس میں سے صرف بعض عنوانات کا ہی مختصراً تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بیعت کرنے والوں میں نمایاں تبدیلی اور حیرت انگیز طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے فہم کو روشنی کا عطا ہونا اور بڑے بڑے مخالفوں کا منہ بند کر دینا ایسے کثرت سے واقعات ہو رہے ہیں۔ داعیان الی اللہ کی راہ میں روکیں ڈالنے والے مخالفین اور انکی ناکامی و نامرادی کا بھی ایک عنوان ہے۔ اس عنوان کے تحت بھی آئندہ بھی دنیا میں مختلف جماعتیں ایسے واقعات کو جماعت احمدیہ کے لئے اعجازی نشان کے طور پر مقدس امانتیں سمجھ کر محفوظ کیا کریں اور جہاں تک ممکن ہو سکے غیروں کی گواہیاں بھی ان پر ڈلوایا کریں کیونکہ جو تاریخ آج بن رہی ہے کل کو کچھ چھان بین کرنے والے ان پر سوال بھی اٹھائیں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ منظم سائنسی طریق پر ایسے تمام نشانات کے حق میں مقامی، شریف النفس معزز لوگوں کی گواہیاں لکھوائی جائیں اور باقاعدہ ان واقعات کو محفوظ کیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ ایک عنوان "فاعتبروا یااولی الالباب" ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جو جماعت احمدیہ کے حق میں جلالی نشانات ظاہر ہوئے ہیں انکا ذکر ہے کہ کس طرح جو لوگ احمدیت کو ذلیل کرنے کے دعوے لے کر اٹھے یا احمدیت کی راہ میں غیر معمولی بد زبانی کی کس طرح خدا نے ان کی زبانیں گنگ کر دیں۔ کس طرح ان پر فالج گرے اور ان کے چلنے پھرنے کی سکت جاتی رہی۔ کس طرح دیگر ایسے عذابوں میں مبتلا کئے گئے جو وہ جماعت احمدیہ کے لئے چاہتے تھے اور کثرت کے ساتھ دنیا میں اس نوعیت کے بھی اعجاز ظاہر ہو رہے ہیں۔

حضور نے بتایا کہ ہندوستان کے ایک مولوی اسماعیل سونکھڑوی جس نے ہندوستان جا کر اعلان کیا تھا کہ میں انگلستان میں ساری جماعت احمدیہ ختم کر آیا ہوں اس نے اگست ۸۹ء کو لندن سے اعلان کیا کہ جماعت احمدیہ موت کی آخری ہچکی لے رہی ہے۔ سلطنت برطانیہ کی طرح جماعت احمدیہ کا سورج بھی غروب ہو چکا ہے۔ کسی ملک میں اس کا کوئی وجود نہیں رہا۔

حضور نے فرمایا کہ آج ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اس مولوی کا منہ کالا کر دیا ہے اور جماعت احمدیہ کا نور دنیا کے کونے کونے پر زمین کے کناروں تک چمک رہا ہے اور ہر طرف ہر جگہ دنیا کے تمام علاقوں میں ہر ملک کے آخری کناروں تک آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا پیغام اسی طرح نشر ہو رہا ہے جیسے کل ہو رہا تھا جیسے آئندہ ہوتا چلا جائے گا۔ اب یہ سلسلے آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ وہ شخص جو کہتا تھا دنیا میں ہر جگہ ہم نے احمدیت کو دفن کر دیا ہے اس کی تمام امنگیں اسکی اپنی زمین کی خاک میں مل گئی ہیں اور جماعت احمدیہ ہر جگہ نئی شان کے ساتھ زندہ ہو رہی ہے اور اس کی زندگی میں خدا کے نور کی چمک روز بروز نئے جلوے دکھا رہی ہے۔ پس آپ خدا کے شکر کی تیاری کریں۔ ان مولویوں کی باتوں پر بالکل دھیان نہ دھریں۔ اللہ ہی ہے جو ان کو ذلیل اور رسوا کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔

اسی طرح فرمایا کہ نمائشیں جو کثرت سے لگائی گئیں، شعبہ سمعی و بصری کے ذریعہ جو بے شمار محنتیں کی گئیں اور ایم۔ ٹی۔ اے نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اس سلسلہ میں بکثرت احمدی نوجوان اور خواتین ہیں جن کا مشغلہ اس کے سوا کچھ نہیں رہا کہ اپنی تمام صلاحیتیں ایم۔ ٹی۔ اے کے پروگرام کو مرتب کرنے اور ان کاموں کو آسان کرنے کے لئے وقف کر دیں۔ اس سلسلہ میں حضور نے سعید جسوال صاحب اور ان کے بھائیوں اور عزیزوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا کہ اس میں خصوصیت سے اس خاندان کو اور ان میں سے وسیم جسوال کو غیر معمولی طور پر خدمت کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ وہ آجکل بیمار ہیں۔ حضور نے ان کے لئے اور سب کارندوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ حضور نے ایم۔ ٹی۔ اے کے فیض کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ روس میں ایک متمول خاتون ہمارے پروگراموں کو دیکھ کر اتنا متاثر ہوئیں کہ انہوں نے ریڈیو پر کئی گھنٹے کا وقت خود خرید کر جماعت کو دیا کہ اس پر بھی یہ پروگرام نشر کئے جائیں چنانچہ روزانہ کئی گھنٹے وہاں سے پروگرام نشر ہوتا ہے جو خدا کے فضل سے مقبول ہو رہا ہے۔

حضور نے فرمایا اسی طرح قیدیوں کی ہمدردی۔ ناداروں، بیواؤں اور یتیموں کی امداد کے واقعات ہیں۔ خاموش مالی قربانی کے عظیم واقعات ہیں۔ مجلس نصرت جہاں کے اسپتالوں کے دلچسپ واقعات ہیں۔ سکولوں کے جائزے، مرکزی نمائندگان کے دوروں کی رپورٹیں ہیں۔ پریس پبلیکیشن کے ذریعہ کثرت سے شائع ہونے والی کتب ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور نے چند کتب کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ ان میں ایک کتاب Three in One ہے جو ایک شریر معاند کے رسالہ کے جواب میں ہے جو اس نے Two in One کے نام سے لکھی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اس شخص کا معاملہ نعیم عثمان کے سپرد کیا تھا کہ وہ اس سے نپٹیں۔ وہ اللہ کے فضل سے دفاعی حملوں کے لئے بہت استعداد رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ Islam's Response to Contemporary Issues کا نہایت اعلیٰ عربی زبان میں ترجمہ مکرم حلمی الشافعی صاحب نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضور کی ایک کتاب Christianity— A Journey from Fact to Fiction کے نام سے ہے۔ اس میں عقلی لحاظ سے بحث کی گئی ہے اور ابتداء میں اس عیسائیت کا ذکر ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی عیسائیت تھی پھر درجہ بدرجہ اس کے انحطاط کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح مقدس حقائق ایک فرضی کہانی میں تبدیل ہونے شروع ہوئے اور جب مقدس حقائق کو فرضی کہانیوں میں تبدیل کیا جائے تو اعمال مقدس نہیں رہا کرتے بلکہ اعمال بھی کھوکھلے ہو جاتے ہیں۔

حضور نے بتایا کہ سو سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کا پروگرام تھا۔ ۵۲ زبانوں میں تراجم مکمل ہو چکے ہیں۔ گزشتہ دس سال میں ۴۱ نئی زبانوں میں تراجم کر کے کثرت سے اشاعت کی توفیق ملی ہے۔ ۶ زبانوں میں تراجم مکمل ہو کر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ برمی، نارویجن اور ہبریو میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ ۲۷ زبانوں میں ترجمہ کے لئے کوششیں شروع ہو چکی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ کے علم میں انگریزی اور ایک اور زبان کا ماہر یا عربی اور ایک زبان کا ماہر یا فارسی یا اسی قسم کی اور زبانیں جن میں ہمارے اچھے ترجمے ہو چکے ہیں مثلاً فرنچ اور کسی دوسری زبان کے ماہر یا رشین

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

اور کسی دوسری زبان کے ماہر آپ کے علم میں آئیں تو ہمیں بتائیں اور ان سے رابطہ کریں اور معلوم کریں کہ ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں خدمت کا کیا عوضانہ چاہیں گے اور مکمل معلومات ہمیں بھیجیں اور ساتھ ترجمے کے نمونے بھی بھجوائیں۔

حضور نے بتایا کہ عربی زبان میں تفسیر کبیر کی جلد اول شائع ہو چکی ہے اس کا بہت نیک اثر پیدا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے حلمی الشافعی صاحب اور عبدالمومن صاحب کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

حضور نے بتایا کہ اس سال رقیم پریس میں ۴۹ کتب تین لاکھ ۵۳ ہزار ۲۰۰ کی تعداد میں شائع ہوئیں۔ بوزنین زبان میں آٹھ رسالے شائع ہو چکے ہیں اور مزید کام ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پریس اینڈ پبلیکیشن شعبہ کے تحت چودھری رشید احمد صاحب اپنی ٹیم کے ساتھ بہت محنت کر رہے ہیں جب بھی پریس میں اسلام کے خلاف کوئی آواز اٹھے فوری جوابی کاروائی کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے ان کی دس سالہ کارکردگی کا جائزہ پیش فرمایا۔

حضور نے نصرت جہاں سکیم کی مساعی کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس کے تحت دس سالوں میں ۱۵۵ تعلیمی اداروں کا اضافہ ہوا ہے۔ وقار عمل کے تحت مختلف کاموں کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ لاکھوں احمدی ہیں جو اپنے دیگر کاموں کے علاوہ روزانہ خدمت دین کے لئے وقت صرف کرتے ہیں۔

حضور نے بتایا کہ لازمی چندہ جات کی تعداد امسال ۱۷ کروڑ ۳۷ لاکھ ۸۵ ہزار روپے ہو چکی ہے۔ اور ہجرت کے بعد سے اب تک اللہ کے فضل سے چھ گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ دن دور نہیں کہ خدا کے فضل سے ہمارے بجٹ کروڑوں کی بجائے اربوں کی حدود میں داخل ہو جائیں گے اور الف کے ساتھ اربوں کی حدود میں بھی اور "ع" کے ساتھ عربوں کی حدود میں بھی داخل ہو جائیں گے۔

حضور نے شعبہ وقف نو کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس وقت کی تعداد ۱۳۱۵۸ ہے اس میں لڑکوں کی تعداد لڑکیوں سے دوگنا سے زائد ہے۔

حضور نے اسیران راہ مولیٰ کے لئے خاص طور پر دعا کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ پاکستان کے مولویوں نے جو کچھ کیا اسے ہم نے صبر سے برداشت کیا اور ہمیشہ میں بددعا سے اپنی زبان روکتا رہا لیکن پچھلے چند دنوں سے جو انہوں نے بیہودہ سرائی شروع کی ہے اور احمدیوں پر رسول اللہ کی ہتک کے الزام میں مقدمے قائم کئے ہیں اس سے میرے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں نے توجہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے جو خود بددعا سکھائی ہے وہ بددعا تو میں کروں۔ تذکرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان مولویوں کے مقابل پر جو دعائیہ نسخہ عطا فرمایا

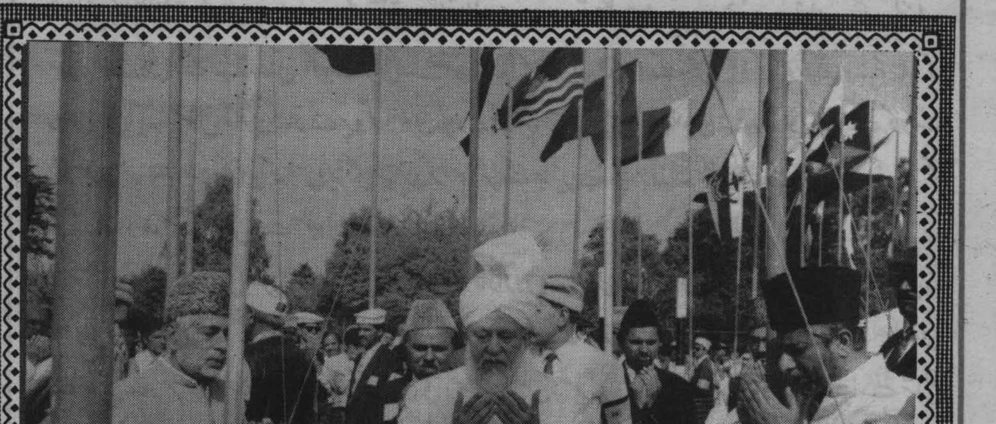

پرچم کشائی کے بعد دعا کا منظر

گیا ہے اس کا تفصیلی ذکر کل کروں گا لیکن میں کچھ عرصہ سے یہ دعا کر رہا ہوں اور جماعت احمدیہ کو اس دعا میں اپنے ساتھ شامل ہونے کی تاکید کرتا ہوں۔ کہ

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے خدا ان سربراہوں کو جو احمدیت کے دشمن ہیں جو ظلم و ستم میں حد سے آگے بڑھ چکے ہیں۔ اے خدا تیری تقدیر کی رو سے جن کے دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں "مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ" انکو ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ کر دے وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا ان کی خاک اڑا دے۔ جہاں رحمتوں کے بے شمار نشان دکھائے ہیں وہاں یہ جلالی نشان بھی احمدیت کی تائید میں ظاہر فرما۔ تو قادر و مطلق ہے۔ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ دوسرے دن کے دوسرے اجلاس کی کاروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

شذرات

(م ۔ ا ۔ ح)

روزنامہ جنگ لندن کے معروف کالم نگار جناب حبیب الرحمان غیرت اسلامی اور حب الوطنی کے موضوعات پر لکھنے والوں میں ممتاز ہیں۔ انگلستان میں جعلی پیروں، ان پڑھ مشائخ اور مساجد کے نام پر جگا ٹیکس وصول کرنے والے پیشہ وروں کی مذمت میں آپ کی کئی تحریریں چھپ چکی ہیں۔ اپنے ایک تازہ کالم میں "نفرت پھیلانے والوں کا محاسبہ ضروری ہے" کے عنوان سے علاقائی، نسلی اور لسانی اختلافات سے بیرون ملک پاکستانیوں میں نفرتوں کے بیج بونے والوں کی نشاندہی کرتے ہوئے موصوف رقمطراز ہیں:-

"نفرتوں کے حوالے سے جو لوگ یہاں اپنی دکانداری چمکانے آتے ہیں ہم نے ہمیشہ ان کی مخالفت کی ہے ـــــ قیام پاکستان کی مخالفت اور نظریہ پاکستان کے دشمن "ملاؤں" کی ذہنی اولاد کو اس ملک میں فرقہ پرستی کا زہر پھیلانے کے بھی ہم شدید مخالف ہیں ـــــ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان پڑھ ملا اور بعض نام نہاد پیر اور فقیر یہاں آکر نفرتوں کا باعث بن رہے ہیں اور ان لوگوں نے سوائے مایوسیوں کے ہمیں کچھ نہیں دیا"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۱۸ جولائی ۱۹۹۴ء)

قیام پاکستان اور نظریہ پاکستان کے دشمن ملاؤں کی معنوی اور ذہنی اولاد کون لوگ ہیں؟ اس کے لئے تاریخ کی ضخیم کتابوں کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں۔ ہر محب وطن پاکستانی ان کے مکروہ چہروں سے آشنا ہے اور ہمارے اکثر دانشور نئی نسل کو ان کے ماضی سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ ابھی چند روز قبل اسی روزنامہ جنگ لندن میں جناب مرزا شاہد برلاس صاحب نے "پاکستان، افسانہ اور حقیقتیں" کے ذیل میں ان وطن دشمنوں کا ذکر بایں الفاظ کیا تھا:-

"......... مجلس احرار اور جمعیت العلماء ہند کے روح رواں یہی لوگ تھے۔ انہوں نے اپنا وزن کانگرس کے پلڑے میں ڈال کر مطالبہ پاکستان کی مخالفت کی اور اسی طرح کے لوگ پنجاب، بنگال اور آسام کی تقسیم کے ذمہ دار ہیں۔ اسی لئے قیام پاکستان کے ساتھ ہی ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے جس میں بے شمار بے گناہ مسلمان اور ہندو مارے گئے اور اقلیتی مسلمانوں کی زندگی اور تہذیب خطرہ میں پڑ گئی"۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۹ جون ۱۹۹۴ء)

یاد رہے کہ ان احراریوں اور جمعیت العلماء کی ذریت نے آجکل انجمن تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس صحابہ، مرکزی جمعیت العلماء اور خدام ختم الانبیاء جیسے نقاب اوڑھ لئے ہیں کہ اس طرح شاید ان کا بدنام ماضی عوام سے اوجھل ہو جائے لیکن اہل نظر خوب جانتے ہیں کہ پردے کے پیچھے کیا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من از انداز قدت را می شناسم

مسیحا چہرہ

عمر بھر ہم نے اسے ڈھونڈا ہے چہرہ چہرہ
تب کہیں جا کے ملا ہے ہمیں ایسا چہرہ

ـــ ق ـــ

ایسی آنکھیں کہ جو نہیں ہوتی ہیں جھوٹی آنکھیں
ایسا چہرہ جو نہیں ہوتا ہے جھوٹا چہرہ

ایسی آنکھیں کہ جو ہوتی ہیں مسیحا آنکھیں
ایسا چہرہ کہ جو ہوتا ہے مسیحا چہرہ

آنکھ اٹھتی ہے تو ہو جاتا ہے چہرہ روشن
ہونٹ کھُلتے ہیں تو کِھل اٹھتا ہے سارا چہرہ

اس کی باتیں تو نہیں کوئی انوکھی باتیں
اس کا چہرہ تو نہیں کوئی انوکھا چہرہ

صرف یہ بات ہے یہ چہرہ ہے اس ہستی کا
جس نے دیکھا ہے حقیقت میں خدا کا چہرہ

اے نئے دور کے دانشورو! اے دیدہ ورو!
ڈھونڈھ کر لاؤ تو اس چہرہ سے اچھا چہرہ

وقت آئے گا کہ سب لوگ کہیں گے آخر
یہ حسیں چہرہ ہمیں لگتا ہے پیارا چہرہ!

(پرویز پروازی)